(صرف احمدی احباب کی تعلیم وتربیت کے لیے)

ماہنامہ

انصاراللہ

اکتوبر 2016ء۔ذوالحجہ 1437ھ محرم 1438ھ۔اخاء 1395ہش

جلسہ سالانہ برطانیہ منعقدہ 12 تا 14/اگست 2016ء کے چند مناظر

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطاب فرماتے ہوئے

عالمی بیعت کا منظر

سالانہ اجتماع اور ریفریشر کورس ضلع بہاولنگر منعقدہ 20/مارچ 2016ء

وقارِ عمل دوالمیال ضلع چکوال 21/اگست 2016ء

سالانہ اجتماع ضلع گجرات منعقدہ 13/جولائی 2016ء

وقارِ عمل مغل پورہ لاہور 28/مئی 2016ء

صرف احمدی احباب کی تعلیم وتربیت کے لئے

ماہنامہ انصاراللہ

ایڈیٹر

محمود احمد اشرف

● اکتوبر 2016ء۔ذوالحجہ 1437ھ محرم 1438ھ۔اخاء 1395ہش ● جلد 48 شمارہ 10

فہرست

● لغویات سے پرہیز (القرآن)	4	● دعاؤں اور صدقات کی حقیقت	14
● لغویات سے پرہیز (الحدیث)	4	● تربیت اولاد کی ضرورت واہمیت	17
● بے کار بیہودہ امور سے اجتناب (کلام الامام)	5	● رشتہ کرتے وقت تقویٰ مدنظر رہے	21
● وجہی کل حین یجتبینی (عربی کلام)	7	● خدا کے لئے (نظم)	23
● فضلِ حق باید وریاضت سخت (فارسی کلام)	8	● کلام اللہ کا مرتبہ اور حضرت مصلح موعود	24
● گاؤں گاؤں میں ایک رازی بخش (کلام محمود)	9	● راہ مولیٰ کے مسافر	30
● جلسہ سالانہ برطانیہ اگست 2016ء	10	● موٹاپے کے مہلک اثرات	35
● رسول اللہؐ کی صفات حسنہ کا ایک دشمن کی زبان سے اقرار	11	● مجالس انصاراللہ کی مساعی	38

فون نمبر 047-6212982 فیکس 047-6214631

مینیجر 0336-7700250

ویب: ansarullahpk.org

ای میل: ansarullahpakistan@gmail.com

magazine@ansarullahpk.org

ایڈیٹر: maa549@hotmail.com

مینیجر وپبلشر: عبدالمنان کوثر

پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ

اشاعت: دفتر انصاراللہ دارالصدر جنوبی، ربوہ

مطبع: ضیاءالاسلام پریس، چناب نگر

سالانہ چندہ: 300 روپے

فی پرچہ: 25 روپے

لغویات سے پرہیز

القرآن

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اور جو لغو باتوں سے اعراض کرتے ہیں۔ (سورۃ المومنون آیت:4)

تمہیں کس چیز نے جہنم میں داخل کیا؟ وہ کہیں گے ہم نمازیوں میں سے نہیں تھے۔ اور ہم مسکینوں کو کھانا نہیں کھلایا کرتے تھے اور ہم لغو باتوں میں مشغول رہنے والوں کے ساتھ مشغول ہو جایا کرتے تھے۔ اور ہم جزا سزا کے دن کا انکار کیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ موت نے ہمیں آیا۔ (سورۃ المدثر آیات 43 تا 48)

الحدیث

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ

(سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی آدمی کے اسلام کی خوبصورتی اس کا بے مقصد باتوں کو چھوڑ دینا بھی ہے۔

حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ عُقَيْلٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ الذِّكْرَ وَيُقِلُّ اللَّغْوَ وَيُطِيلُ الصَّلَاةَ وَيُقَصِّرُ الْخُطْبَةَ وَلَا يَأْنَفُ أَنْ يَمْشِيَ مَعَ الْأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِينِ فَيَقْضِيَ لَهُ حَاجَةً

(سنن النسائی، کتاب الجمعہ حدیث 1419)

عبداللہ بن اوفی سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کا ذکر زیادہ کیا کرتے اور لایعنی گفتگو بالکل نہیں کرتے تھے۔ نماز لمبی پڑھتے اور خطبہ مختصر دیتے۔ نیز بیواؤں اور مسکینوں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے اور ان کے کام کر دینے میں کوئی شرم محسوس نہیں کرتے تھے۔

کلام الامام

بے کار و بیہودہ امور سے اجتناب

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"ہمارا طریق بعینہٖ وہی ہے جو آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام کا تھا۔ آج کل فقراء نے کئی بدعتیں نکال لی ہیں۔ یہ چلّے اور وِرد وظائف جو انہوں نے رائج کر لئے ہیں ہمیں ناپسند ہیں۔ اصل طریقِ (دین) قرآنِ مجید کو تدبر سے پڑھنا اور جو کچھ اس میں ہے اُس پر عمل کرنا اور نماز توجہ کے ساتھ پڑھنا اور دعائیں توجہ اور انابت الی اللہ سے کرتے رہنا"

سیدنا حضرت مصلح موعود نور اللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں:

"حقیقی مومن صرف لغو کاموں سے ہی نہیں بچتے بلکہ لغو خیالات سے بھی بچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جن لوگوں کو لغو خیالات کی عادت ہوتی ہے اُنہی کے دلوں میں نماز پڑھتے وقت قسم قسم کے خیالات آتے رہتے ہیں جن کی وجہ سے اُن کی توجہ میں انتشار پیدا ہو جاتا ہے۔ اگر وہ لغو خیالات اپنے دل و دماغ میں پیدا ہی نہ کریں اور اگر پیدا ہوں تو اُن کو روکنے کی کوشش کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ اس میں کامیاب نہ ہوں"

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں:

"جوں جوں لغو آپ کی زندگی پر حاوی ہوتا چلا جاتا ہے آپ کے اوقات میں دخل اندازی شروع کر دیتا ہے اسی نسبت سے اس کی شکلیں بدلتی رہتی ہیں۔ کبھی یہ واجب سے ٹکرا کر مقابل کا گناہ بن جاتا ہے، کبھی یہ فرض میں حائل ہو کر اس کے مقابل کا گناہ بن جاتا ہے، کبھی اللہ کا شریک بن جاتا ہے۔ مثلاً ٹی وی کا پروگرام دیکھا جا رہا ہے اور مؤذن (بیت) کی طرف بلا رہا ہے آپ وہاں نہیں جا رہے اور اس پروگرام کو دیکھ رہے ہیں تو وہ لغو جو عام حالات میں اور حیثیت رکھتا ہے شرعی طور پر اس موقع پر آکر واضح طور پر شرک بن جاتا ہے تو لغو کے مضمون کو آپ معمولی نہ سمجھیں۔ لغویات کے اندر بہروپیہ پن پایا جاتا ہے۔ مختلف حالات میں مختلف لغویات مختلف شکلیں اختیار کرتی رہتی ہیں"

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"اگر ایک حقیقی مومن کو اللہ تعالیٰ کی اس بات پر یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ دیکھنے والا ہے، وہ عالم الغیب والشہادۃ ہے تو اس کا اندرونی خود حفاظتی کا جو خود کار نظام ہے وہ اُسے راہِ راست پر لے آئے گا بشرطیکہ ایمان ہو۔ پس ہم میں سے اگر کسی کا یہ خود حفاظتی کا خود کار نظام مؤثر نہیں تو ہمیں فکر کرنے کی ضرورت ہے کہ ہمارے ایمان کا وہ معیار نہیں جو ہونا چاہئے۔ ہر بدی ہر معاشرتی برائی ہمیں آئینہ دکھا رہی ہوتی ہے۔ لیکن یہ آئینہ بھی اس وقت نظر آئے گا جب اللہ تعالیٰ کی محبت کی دل میں تڑپ ہو

گی۔ اگر یہ احساس نہ ہو، اللہ تعالیٰ کی محبت غالب نہ ہو اور معاشرے اور دنیا داری کا زیادہ غلبہ ہو تو پھر برائیوں اور اچھائیوں کے معیار بدل جاتے ہیں ...... بعض باتوں کو جماعت میں داخل ہونے سے روکنے کے لئے سختی بھی کی گئی اور کی جاتی ہے۔ اس لئے کہ ایک حقیقی مومن کا مقصدِ زندگی معروف پر عمل کرنا ہے۔ نیکیوں پر عمل کرنا ضروری ہے۔ اس کے بغیر نہ ہی وہ نیکیوں کی تلقین کر سکتا ہے اور نہ ہی برائیوں سے روک سکتا ہے"

"پھر آجکل لڑکے لڑکیاں سکولوں میں، کالجوں میں، گروپ بنا کر پھرتے ہیں، کلبوں میں جاتے ہیں، پھر ڈانس گانے وغیرہ کئے جاتے ہیں۔ یا اس کے پروگرام بنائے جارہے ہوتے ہیں یا کنسرٹ دیکھنے کے پروگرام بنائے ہوتے ہیں۔ تو ایک مومن کے لئے یہ سب لغویات ہیں۔ ایک طرف تو ہم یہ عہد کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) کے ہاتھ پر بیعت کی ہے اور ہم عبادالرحمٰن بننے کا بھی عہد کرتے ہیں۔ پھر اس کے باوجود لغویات میں شامل ہونا، ایسی باتوں میں شامل ہونا جو سراسر اخلاق کو برباد کرنے والی باتیں ہیں۔ پس حقیقی احمدی کے لئے ضروری ہے کہ ان سے پرہیز کرے...... کسی بھی قسم کی بات جو معاشرے کے امن کو برباد کرنے کا ذریعہ بننے والی ہے، یہ سب لغویات ہیں"

"ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ بعض بدعات جب رائج ہو جائیں تو اصل تعلیم سے دور لے جاتی ہیں۔ اور پھر خدا تعالیٰ کی بھیجی ہوئی اصل تعلیم انسان بھول جاتا ہے اور یہ بدعات پھر بعض دفعہ، بعض دفعہ کیا اکثر دین کو بگاڑتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے مقابلہ پر کھڑا کر دیتی ہیں۔ تمام سابقہ دین اپنی اصلی حالت کو اس لئے کھو بیٹھے کہ ان میں نئی نئی بدعات زمانے کے ساتھ ساتھ راہ پاتی گئیں اور پھر ان کو دور کرنے کے لئے کوئی نہ آیا اور آنا بھی نہیں تھا۔ کیونکہ (دین حق) نے ہی تاقیامت اپنی اصل حالت میں قائم رہنا تھا۔ اور جس نے آنا تھا وہ آخری نبی ﷺ تھے جنہوں نے تمام قسم کی بدعات کو اور دین میں جو غلط رسم و رواج راہ پا گئے تھے ان کو حقیقی تعلیم کے ذریعہ سے دور فرمانا تھا۔ یہ بدعات بھی بعض (دینی بھائیوں) میں غلط طور پر راہ پا گئی ہیں اور بعض بدعات ایسی ہیں اور غلط طرزِ عمل ایسے ہیں جن کی وجہ سے شرک بھی داخل ہو گیا ہے۔ نہ صرف مخفی شرک بلکہ ظاہری شرک بھی بعض جگہ ہمیں نظر آتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق اس زمانہ کے امام کو بھیج کر اس شرک اور بدعت سے (دین حق) کو محفوظ کرنے کے سامان بہم پہنچا دیئے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ محفوظ رہے گا"

مصنّفین سلسلہ کو ہدایت

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے نے چند کتب پر ریویو کرتے ہوئے احمدی مصنّفین کی اصولی رنگ میں راہنمائی کرتے ہوئے ان سے اس امید کا اظہار فرمایا کہ وہ اپنی کتابوں میں صرف صحیح روایات اور سچے اور ثابت شدہ واقعات درج کرنے کی کوشش کریں گے اور کچی اور سُنی سُنائی باتوں سے اجتناب رکھیں گے تا کہ ان کی کتابیں ان برکات سے متمتع ہوں جو خدا کی طرف سے ہمیشہ صداقت کے ساتھ وابستہ رہی ہیں۔

عربی منظوم کلام

وحِبّی کل حین یجتبینی

تَذَكَّرْ يَا أَخِيْ يَوْمَ التَّنَادِيْ ۞ وَتُبْ قَبْلَ الرَّحِيْلِ إِلَى الْمَعَادِ

اے میرے بھائی! حشر کے دن کو یاد کر اور آخرت کی طرف کوچ سے پہلے توبہ کر لے

فَأَخْرِجْ كُلَّ حِقْدِكَ مِنْ جَنَانٍ ۞ وَزَكِّ النَّفْسَ مِنْ سَمِّ الْعِنَادِ

اپنے ہر کینے کو دل سے نکال ڈال اور نفس کو دشمنی کے زہر سے پاک کر

وَخَفْ قَهْرَ الْمُهَيْمِنِ عِنْدَ ذَنْبٍ ۞ وَقِفْ ثُمَّ انْتَهِجْ سُبُلَ الرَّشَادِ

اور نگران خدا کے قہر سے گناہ کرتے وقت ڈرا اور رُک جا پھر ہدایت کے راستوں پر چل

وَأُقْسِمُ أَبْنِيْ يَا ابْنَ الْكِرَامِ ۞ لَقَدْ أُرْسِلْتُ مِنْ رَبِّ الْعِبَادِ

اور اے شریفوں کی اولاد! میں قسم کھاتا ہوں کہ میں یقیناً بندوں کے ربّ کی طرف سے بھیجا گیا ہوں

وَقَدْ أُعْطِيْتُ عِلْمًا بَعْدَ عِلْمٍ ۞ وَكَأْسًا بَعْدَ كَأْسٍ مِنْ جَوَادِيْ

اور میں اپنے سخی خدا کی طرف سے علم پہ علم اور جام پہ جام سے نوازا گیا ہوں

وَحِبِّيْ كُلَّ حِيْنٍ يَجْتَبِيْنِيْ ۞ وَيُدْنِيْنِيْ وَيُعْطِيْنِيْ مُرَادِيْ

اور میرا محبوب ہر وقت مجھے برگزیدہ کرتا ہے اور اپنے قریب کرتا اور میری مراد مجھے عطا کرتا ہے

فَمَا أُشْقٰى بِلَعْنِ اللَّاعِنِيْنَا ۞ وَصِدْقِيْ سَوْفَ يُذْكَرُ فِي الْبِلَادِ

پس لعنت کرنے والوں کی لعنت سے میں بد بخت نہیں ہو سکتا اور میری سچائی کا ضرور ملکوں میں ذکر کیا جائے گا

فارسی منظوم کلام

فضلِ حق باید و ریاضت سخت

رائے واعظ اگرچہ رائے من است
لیک عشقِ تو بند پائے من است

اگرچہ میری رائے بھی واعظ کی رائے ہے لیکن تیرے عشق کی بیڑی میرے پَیروں میں پڑی ہوئی ہے

آہ صد آہ رفت عمر بباد
نفسِ بدکیش ماشد منقاد

افسوس صد افسوس کہ عمر برباد ہو گئی۔ مگر ہمارا بدسرشت نفس مطیع نہ ہوا

ہیچ دشمن بدشمنے نہ کند
آنچہ کردیم ما بخود بیداد

دشمن بھی دشمن کے ساتھ وہ نہیں کرتا جو ظلم ہم نے آپ اپنے اُوپر کیا

دل نہادنِ بفکرتِ دُنیا
باز دارد زِ کار ہائے معاد

دُنیا کی فکر میں دل کو مصروف رکھنا، آخرت کے کاموں سے (انسان کو) باز رکھتا ہے۔

شخص دنیا پرست در دُنیا
چند روزے بسر کند دِل شاد

دُنیا پرست شخص دنیا میں چند روز ہی خوشی کے بسر کرتا ہے

فضلِ حق باید و ریاضت سخت
تا بر آید زِ کذب و شر و فساد

خدا کے فضل اور سخت مجاہدے ہی سے انسان جھوٹ، شرارت اور فساد سے نجات پا سکتا ہے

سیدنا حضرت مصلح موعود کا پاکیزہ کلام

گاؤں گاؤں میں ایک رازی بخش

دستِ کوتاہ کو پھر درازی بخش
خاکساروں کو سرفرازی بخش

جیت تُوں تیرے واسطے سب دل
وہ ادا ہائے جاں نوازی بخش

پانی کر دے علوم قرآں کو
گاؤں گاؤں میں ایک رازی بخش

بُتِ مغرب ہے ناز پر مائل
اپنے بندوں کو بے نیازی بخش

روحِ اقدام و دور بین نگاہ
قلب شیرو نگاہِ بازی بخش

سرگرانی میں عمر گزری ہے
سروَری بخش سرفرازی بخش

ہوں جہاں گرد ہم میں پھر پیدا
سند باد اور پھر جہازی بخش

میرے محمود بن مرا محمود
مجھ کو تو سیرت ایازی بخش

مکرم نوید احمد مبشر صاحب

جلسہ سالانہ برطانیہ اگست 2016ء

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ سالانہ برطانیہ، جس کی تاریخ 50 سال سے زائد عرصہ پر محیط ہے، امسال 12 تا 14 راگست 2016ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار ''حدیقۃ المہدی'' برطانیہ میں بخیر وخوبی منعقد ہوا۔ الحمدللہ علیٰ ذلک

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ کے انعقاد سے قبل تمام انتظامات اور شعبہ جات کا تفصیلی جائزہ لیا اور اپنی قیمتی ہدایات ونصائح سے نوازتے ہوئے دعا کروائی۔

12 اگست 2016ء بروز جمعۃ المبارک حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا بعد ازاں سہ پہر کو پرچم کشائی کی تقریب اور دعا سے جلسہ کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ جس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے افتتاحی خطاب، 13 راگست بروز ہفتہ لجنہ سے خطاب اور مردانہ جلسہ گاہ میں جماعت احمدیہ کی ترقی اور دورانِ سال نازل ہونے والے افضالِ الٰہی پر مشتمل خطاب اور مورخہ 14 راگست بروز اتوار اختتامی خطاب سے شاملین جلسہ اور تمام دنیا میں پھیلے ہوئے احمدی احباب وخواتین نے اپنی علمی وروحانی ترقی کے سامان کیے۔ اس موقع پر دنیا بھر کی لاکھوں سعید روحوں اور فرزندانِ توحید نے گناہوں سے توبہ اور حصولِ تقویٰ کا عہد کرتے ہوئے عالمی بیعت میں شمولیت کی۔ تعلیمی میدان میں کارہائے نمایاں ادا کرنے والے طلباء وطالبات نے دو الگ الگ مواقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے دستِ مبارک سے اسناد اور میڈل حاصل کرنے کی سعادت پائی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے پُربصیرت اور ایمان افروز خطابات کے ساتھ ساتھ علمائے سلسلہ نے بھی مختلف موضوعات پر تقاریر کیں۔ اسی طرح غیر از جماعت اور غیر مسلم احباب وخواتین نمائندگان نے بھی اپنے اپنے جذبات وخیالات کا اظہار فرمایا اور جماعتی پیغام محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں اور قیامِ امن کی کوششوں کو سراہا۔ اس جلسہ میں 38 ہزار سے زائد احباب وخواتین نے شرکت کی سعادت حاصل کی۔ اس جلسہ کے تمام پروگرام ایم ٹی اے (MTA) کے ذریعہ سے تمام دنیا میں براہِ راست نشر کیے گئے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اندر عملی تبدیلیاں پیدا کرنے اور جلسہ کی برکات وفیوض سے کماحقہٗ استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مکرم رانا ارسال احمد صاحب

رسول اللہ ﷺ کی صفات حسنہ کا ایک دشمن کی زبان سے اقرار

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہرقل (شاہِ روم) نے ابوسفیان بن حرب کو اس کے ساتھیوں سمیت اپنے دربار میں طلب کیا جب کہ یہ لوگ شام میں تجارت کی غرض سے گئے ہوئے تھے اور ہرقل بھی شام میں تھا۔ یہ وہ زمانہ تھا جس میں رسول اللہ ﷺ اور قریش کے مابین صلح حدیبیہ ہو چکی تھی۔ ابوسفیان اپنے قافلے کے لوگوں کے ساتھ ہرقل کے دربار میں گیا۔ جہاں علماء اور امراء و وزراء بھی موجود تھے۔ مترجم کے ذریعے بات شروع ہوئی۔

ہرقل نے سب سے پہلے یہ پوچھا کہ تم میں سے کون محمد (ﷺ) کا قریبی رشتہ دار ہے؟۔ ابوسفیان نے کہا میں اس شخص کا قریبی رشتہ دار ہوں۔ تب ہرقل نے اس کو آگے بلالیا اور اس کے ساتھیوں کو بھی قریب کر کے اس کے پیچھے بٹھادیا۔ اور مترجم سے کہا ان لوگوں سے کہو کہ میں ابوسفیان سے محمد (ﷺ) کے بارے میں چند سوالات کروں، اگر یہ مجھ سے جھوٹ بولے تو تم کہہ دینا کہ یہ جھوٹ بول رہا ہے۔

ابوسفیان نے بیان کیا کہ قسم اللہ کی اگر مجھ کو یہ شرم نہ ہوتی کہ یہ لوگ مجھے جھوٹا کہیں گے تو میں آپ ﷺ کے بارے میں جھوٹ بولتا۔ پہلی بات جو اس نے مجھ سے پوچھی وہ یہ تھی کہ **اس شخص کا تم میں خاندان کیسا ہے؟** میں نے کہا کہ وہ ہم میں عالی نسب ہے۔ ہرقل نے پھر پوچھا کہ **کیا اس سے پہلے بھی اس کے خاندان میں کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟** میں نے کہا نہیں۔ کہنے لگا **کیا اس کے بزرگوں میں سے کوئی بادشاہ گزرا ہے؟** میں نے کہا نہیں۔ کہنے لگا **کیا امیر لوگ اس کی پیروی کررہے ہیں یا غریب لوگ؟** میں نے کہا غریب لوگ۔ کہنے لگا **اس کے پیروکار بڑھ رہے ہیں یا کم ہو رہے ہیں؟** میں نے کہا بڑھ رہے ہیں۔ کہنے لگا اچھا **کیا اس کے دین سے کوئی مرتد بھی ہوتا ہے یا نہیں؟** میں نے کہا نہیں " کہنے لگا **کیا اعلانِ نبوت سے پہلے کبھی تم نے اس کو جھوٹ بولتے دیکھا؟** میں نے کہا نہیں۔ کہنے لگا **کیا وہ عہد شکنی کرتا ہے؟** میں نے کہا نہیں۔ اب ہمارے درمیان کچھ مدت کے لئے صلح ہوئی ہے معلوم نہیں اُس میں وہ کیا کرتا ہے۔ ابوسفیان نے کہا اس کے علاوہ میں کوئی اور بات نہ کہہ سکا۔ ہرقل نے پھر پوچھا کہ **کیا تمہاری اس سے کبھی لڑائی ہوئی ہے؟** میں نے کہا ہاں۔ کہنے لگا **تمہاری اس کی لڑائی کا نتیجہ کیا رہا؟** میں نے کہا ہمارے درمیان لڑائی ڈول کی طرح ہے۔ کبھی وہ جیت جاتے ہیں اور کبھی ہم۔ کہنے لگا **وہ تمہیں کس بات کا حکم دیتا ہے؟**۔ میں نے کہا وہ یہ کہتا ہے کہ ایک خدا کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ اور اپنے باپ دادا کی مشرکانہ باتیں چھوڑ دو۔ اور ہم کو نماز پڑھنے، سچ بولنے، پاکدامنی اختیار کرنے اور صلہ رحمی کا حکم دیتا ہے۔

تب ہرقل نے ان تمام سوالات کے جوابات سے جو نتائج اخذ کیے تھے وہ دربار میں سب کے فائدے کے لئے بیان کرنے شروع کئے جن میں عیسائی علماء بھی شامل تھے۔اس نے مترجم سے کہا اس شخص سے کہو میں نے تجھ سے اُس شخص کا خاندان پوچھا تو تم نے کہا وہ ہم میں عالی نسب ہے۔حقیقت یہ ہے کہ رسول ہمیشہ اعلیٰ خاندانوں میں سے ہی ہوتے ہیں۔پھر میں نے تجھ سے پوچھا کیا اس کے خاندان میں پہلے بھی کسی نے نبوت کا دعوی کیا ہے تو تم نے کہا نہیں اس سے میرا مطلب یہ تھا کہ اگر اس سے پہلے کسی نے یہ دعویٰ کیا ہوتا تو میں سمجھتا کہ یہ بھی ان کی پیروی کر رہا ہے۔اور میں نے تجھ سے پوچھا اس کے بزرگوں میں کوئی بادشاہ گزرا ہے تو نے کہا نہیں اس سے میرا مطلب یہ تھا کہ اگر اس کے بزرگوں میں کوئی بادشاہ گزرا ہے تو میں سمجھ لوں کہ وہ شخص (پیغمبری کا بہانہ کر کے) اپنے باپ کی بادشاہت لینا چاہتا ہے۔پھر میں نے تجھ سے یہ پوچھا کہ اس بات کے کہنے سے پہلے تم نے کبھی اس کو جھوٹ بولتے دیکھا تم نے کہا نہیں تو میں نے سمجھ لیا کہ ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا کہ کوئی شخص لوگوں پر تو جھوٹ باندھنے سے پرہیز کرے مگر اللہ پر جھوٹ باندھے۔اور میں نے تم سے پوچھا کیا امیر لوگوں نے اس کی پیروی کی یا غریبوں نے تم نے کہا کہ غریبوں نے۔رسولوں کے تابعدار اکثر غریب ہی ہوتے ہیں۔میں نے تم سے پوچھا وہ بڑھ رہے ہیں یا گھٹ رہے ہیں تم نے کہا وہ بڑھ رہے ہیں۔حقیقت یہ ہے کہ ایمان کا یہی حال ہوتا ہے۔جب تک وہ پورا نہیں ہوتا بڑھتا ہی رہتا ہے۔اور میں نے تم سے پوچھا کوئی اس کے دین میں آ کر پھر اُس کو برا سمجھ کر اس سے پھر جاتا ہے تم نے کہا نہیں۔ایمان کا یہی حال ہے جب اُس کی لذت دل میں سماجاتی ہے تو پھر نکلتی نہیں۔میں نے تم سے پوچھا وہ عہد شکنی کرتا ہے تم نے کہا نہیں اور رسول ایسے ہی ہوتے ہیں وہ عہد نہیں توڑتے۔میں نے تم سے پوچھا وہ تم کو کیا حکم دیتا ہے تم نے کہا وہ اللہ کی عبادت کرنے اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ بنانے کا حکم دیتا ہے۔اور بت پرستی سے تم کو منع کرتا اور نماز اور سچائی کا اور حرام کاری سے بچے رہنے کا حکم دیتا ہے۔

پھر ہرقل نے اپنے علم اور فراست سے کہا کہ پس جو تم کہتے ہو اگر سچ ہے تو محمد (ﷺ) عنقریب اس جگہ کے مالک بن جائیں گے جہاں میرے یہ دونوں پاؤں ہیں (یعنی شام کے ملک کے)۔پھر اس نے کہا کہ میرے علم کے مطابق یہ رسول آنے والا تھا لیکن میں نہیں سمجھتا تھا کہ وہ تم میں سے ہوگا۔پھر شہنشاہ روم نے کہا کہ اگر میں اس تک پہنچ سکتا تو میں اس سے ملنے کی ضرور کوشش کرتا۔اور اگر میں اُس کے پاس ہوتا تو اسکے پاؤں دھوتا یعنی اس کی خدمت کرتا۔

پھر ہرقل نے رسول اللہ ﷺ کا خط منگوایا جو آپ ﷺ نے دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کو چھ ہجری میں دے کر بصریٰ کے حاکم کی طرف بھیجا تھا اُس نے وہ خط ہرقل کو بھیج دیا تھا۔جس میں یہ لکھا تھا شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان اور رحم کرنے والا ہے محمد اللہ کے بندے اور اسکے رسول کی طرف سے ہرقل روم کے نام۔جو سیدھے رستے پر چلے اس کو سلام اس کے بعد میں تجھ کو کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی طرف بلاتا ہوں۔مسلمان ہو جاؤ تو بچ جاؤ گے۔اللہ تمہیں دہرا ثواب دے گا۔وگرنہ

تمہاری رعایا کے انکار کا گناہ بھی تم پر ہی پر ہوگا۔ اور یہ آیت لکھی۔ ترجمہ: ''اے اہلِ کتاب! اس بات پر آ جاؤ جو ہم اور تم میں یکساں ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت نہیں کریں گے، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنائیں گے، اور اللہ کو چھوڑ کر ہم میں سے کوئی کسی اور کو معبود نہیں بنائے گا۔ پھر اگر وہ نہ مانیں تو تم اُن سے کہہ دو گواہ رہنا ہم تو (ایک اللہ کے) تابعدار ہیں۔

ابوسفیان نے کہا جب ہرقل کو جو کہنا تھا وہ کہہ چکا اور خط پڑھ چکا تو دربار میں ایک شور مچ گیا۔ آوازیں بلند ہوئیں اور ہمیں باہر نکال دیا گیا۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ محمد ﷺ کا رتبہ تو بہت بلند ہوگیا ہے۔ اس سے تو رومیوں کا بادشاہ بھی ڈرتا ہے۔ (اس روز سے) مجھے پورا یقین ہوگیا کہ رسول اللہ ضرور غالب ہوں گے یہاں تک کہ اللہ نے مجھ کو مسلمان کر دیا۔

ابن ناطور جو ایلیا کا حاکم اور ہرقل کا مصاحب اور شام کے نصاریٰ کا پادری تھا بیان کرتا ہے کہ ہرقل جب ایلیا (بیت المقدس) آیا تو ایک روز صبح پریشان پریشان اٹھا، ساتھیوں نے پوچھا آج آپ کی کیفیت کیوں بدلی ہوئی ہے؟ ابن ناطور نے کہا تو وہ کہنے لگا "میں نے آج رات ستاروں پر نظر ڈالی (ہرقل نجومی تھا) تو معلوم ہوتا ہے کہ ختنہ کرنے والوں کا بادشاہ ہم پر غالب آ گیا ہے۔ لہٰذا پتہ کرو کون لوگ ختنہ کرتے ہیں۔ ساتھیوں نے کہا یہودیوں کے سوا کوئی ختنہ نہیں کرتا۔ آپ اس وجہ سے پریشان نہ ہوں۔ سلطنت کے تمام شہروں میں یہ پیغام بھیج دیں کہ جہاں جہاں یہودی ہیں انہیں قتل کر دیا جائے۔ وہ لوگ یہی باتیں کر رہے تھے اتنے میں ہرقل کے سامنے ایک شخص لایا گیا جس کو غسان کے بادشاہ (حارث بن ابی شمر) نے بھجوایا تھا وہ رسول اللہ ﷺ کا حال بیان کرتا تھا۔ جب ہرقل نے اس کی ساری باتیں سن لیں تو (اپنے لوگوں سے) کہنے لگا ذرا جا کر اس شخص کو دیکھو اس کا ختنہ ہوا ہے یا نہیں۔ اُنہوں نے اس کو دیکھا اور ہرقل کو بتایا کہ اس کا ختنہ ہوا ہے۔ ہرقل نے اس سے پوچھا کیا عرب ختنہ کرتے ہیں؟ اس نے کہا ہاں ختنہ کرتے ہیں۔ تب ہرقل نے کہا۔ یہی شخص (محمد ﷺ) اس امت کے بادشاہ ہیں جو غالب ہوں گے۔ پھر ہرقل نے اپنے ایک دوست (ضغاطر) کو رومیہ میں لکھا، وہ علم میں ہرقل کا ہم پلہ تھا۔ ہرقل خود حمص کو گیا اور ابھی وہیں قیام پذیر تھا کہ اس کے دوست (ضغاطر) کا خط اس کو ملا اس کی بھی رائے نبی اللہ ﷺ کے ظاہر ہونے میں ہرقل کے موافق تھی۔ یعنی رسول اللہ ﷺ سچے نبی ہیں۔ آخر ہرقل نے روم کے سرداروں کو اپنے محل میں طلب کیا۔ جب وہ آ گئے تو دروازوں کو بند کروا دیا پھر اوپر بالاخانے میں آ کر کہنے لگا کہ "روم کے لوگو: کیا تم اپنی کامیابی اور بھلائی اور اپنی بادشاہت پر قائم رہنا چاہتے ہو، اگر ایسا ہے تو اس (عرب کے) نبی سے بیعت کر لو۔ یہ سنتے ہی لوگ جنگلی گدھوں کی طرح دروازوں کی طرف لپکے، لیکن دروازے بند تھے۔ جب ہرقل نے دیکھا کہ ان کو ایمان سے ایسی نفرت ہے اور انکے ایمان لانے سے نا اُمید ہوگیا تو کہنے لگا ان سرداروں کو پھر میرے پاس لاؤ۔ (جب وہ آئے) تو کہنے لگا۔ میں نے جو بات ابھی تم سے کہی وہ تمہیں آزمانے کے لئے کی تھی کہ تم اپنے دین میں کتنے مضبوط ہو، اب میں وہ دیکھ چکا۔ تب سب نے اسکو سجدہ کیا اور اس سے راضی ہوگئے۔ (ماخوذ از صحیح بخاری)

تبرکات

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے

دعاؤں اور صدقات کی حقیقت

"بعض مخلص اور جلد باز مگر خدائی سنت سے ناواقف لوگوں کی طرف سے پوچھا جا رہا ہے کہ جماعت کی طرف سے اتنے صدقات کئے جا رہے ہیں اور اتنی دعائیں ہو رہی ہیں پھر کیا وجہ ہے کہ یہ دعائیں بظاہر قبول نہیں ہو رہیں ......سب سے پہلے یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ اس قسم کے سوالات دعا کے فلسفہ سے ناواقفیت اور انسانی فطرت کی جلد بازی سے پیدا ہوتے ہیں۔ چنانچہ جلد بازی کے متعلق قرآن مجید فرماتا ہے ......یعنی انسان فطرۃً جلد باز واقع ہوا ہے۔(الانبیاء:38) انسان ہر کام کے متعلق چاہتا ہے کہ وہ فوراً ہو جائے۔ حالانکہ خدا نے اپنی حکمتِ کاملہ کے ماتحت ہر بات کے لئے ایک وقت مقرر کر رکھا ہے اور خدا مومنوں کا امتحان بھی لیا کرتا ہے۔ اس طرح حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ:

یعنی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی دعائیں ضرور قبول فرماتا ہے بشرطیکہ وہ جلد بازی سے کام نہ لیں۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ! جلد بازی سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا جلد بازی سے یہ مراد ہے کہ کوئی شخص کچھ وقت تک دعا کرنے کے بعد یہ کہنا شروع کر دے کہ میں نے بہت دعا کر کے دیکھ لیا مگر میری دعا قبول نہیں ہوئی۔ جس پر ایسا شخص تھک کر بیٹھ جائے اور دعا کرنا چھوڑ دے۔ اور دعا کے فلسفہ کے متعلق ...... میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ بے شک اللہ مومنوں کی دعائیں قبول کرتا ہے (اور دعا تو دین کی جان ہے) مگر اس کے لئے ضروری ہے کہ دعا کرنے والا خدا پر سچا ایمان رکھے اور عمل صالح بجا لائے۔ چنانچہ فرماتا ہے: ......یعنی میں دعا کرنے والے کی دعا کو ضرور سنتا اور قبول کرتا ہوں۔ مگر ضروری ہے کہ دعا کرنے والے بھی میرے حکموں کو مانیں اور مجھ پر سچا ایمان لائیں تاکہ وہ اپنی دعاؤں میں کامیابی کا منہ دیکھ سکیں۔(البقرۃ:186)

اور اس تعلق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ: ......یعنی خدا ایسے دل سے نکلی ہوئی دعا قبول نہیں کرتا جو غافل اور بے پرواہ ہے۔ یعنی نہ تو وہ دل میں حقیقی درد رکھتا ہے اور نہ ہی وہ دعا کے حقیقی فلسفہ سے واقف ہے۔

اور ایک حدیث قدسی میں دعا کی قبولیت کا یہ گر بھی بیان فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ: ......یعنی میرا بندہ میرے متعلق جیسا گمان کرتا ہے میں (دیگر شرائط کے تابع) اسی کے مطابق اس سے سلوک کرتا ہوں۔ یعنی امید رکھنے والے کو مایوس نہیں کرتا۔

مگر دعا کی قبولیت کے لئے بعض اور شرائط بھی ہیں۔ مثلاً یہ کہ دعا کسی ایسے امر کے لئے نہ ہو جو خدا کے کسی وعدے یا اس کی سنت کے خلاف ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ...... میں فرماتا ہے: یعنی خدا تعالیٰ کسی صورت میں اپنے وعدہ کے خلاف کوئی بات نہیں کرتا اور نہ تم خدا کی کسی سنت میں کوئی تبدیلی پاؤ گے۔(آل عمران:10)(الاحزاب:63)

اور قبولیت دعا کی مختلف امکانی صورتوں کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ:......یعنی جب ایک مومن خدا سے کوئی دعا کرتا ہے تو (بشرطیکہ وہ دعا کسی گناہ کی بات یا قطع رحمی پر مشتمل نہ ہو) خدا مندرجہ ذیل تین صورتوں میں سے کسی نہ کسی صورت میں اس کی دعا ضرور قبول فرمالیتا ہے۔ یعنی (1) یا تو وہ اسے اسی صورت میں اسی دنیا میں قبول کرلیتا ہے جس صورت میں کہ وہ مانگی گئی ہو۔ اور (2) یا اس دُعا کو آخرت میں دعا کرنے والے کے لئے یا جس کے حق میں دعا کی گئی ہو ایک مبارک ذخیرہ کے طور پر محفوظ کرلیتا ہے اور (3) یا (اگر اسے قبول کرنا خدا کی کسی سنت یا وعدہ یا مصلحت کے خلاف ہو تو) اس کی وجہ سے اس سے کسی ملتی جلتی تکلیف یا دکھ یا مصیبت کو دور فرمادیتا ہے۔

بایں ہمہ دعا میں بڑی زبردست طاقت ودیعت کی گئی ہے۔ چنانچہ یہ دعا ہی ہے جو خدا کی تلخ تقدیروں کو روکنے کی طاقت رکھتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:......یعنی خدائی قضاء وقدر کو روکنے کے لئے دعا کے سوا اور کوئی حیلہ نہیں۔ لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ دعا کرنا کوئی آسان کام نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اکثر فرمایا کرتے تھے کہ:

جو منگے سومر رہے　　　مرے سو منگن جا

یعنی حقیقی دعا گویا ایک موت ہے جس میں سے دعا کرنے والے کو گزرنا پڑتا ہے اور اپنے دل میں ایک ایسی سوزوگداز کی کیفیت پیدا کرنی پڑتی ہے جو موت کے مترادف ہے۔ اور پھر اس قسم کی موت کی کیفیت بھی دراصل ایک دوسری موت کے نتیجہ میں ہی پیدا ہوسکتی ہے۔ جس میں انسان کے دل میں یہ درد اور یہ احساس پیدا ہوجائے کہ اگر یہ کام نہ ہوا تو میرے لئے گویا ایک موت درپیش ہوگی۔

پھر دعا خود دعا کرنے والے کے لئے بھی ایک بہترین عبادت بلکہ عبادت کی جان ہے۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ......(سنن الترمذی کتاب الدعوات)

یعنی دعا صرف ایک عام عبادت ہی نہیں بلکہ دعا کرنے والے کے لئے ایسی ہے جیسے کہ ایک ہڈی کے اندر کا گودا ہوتا ہے۔ جس کے بغیر ایک ہڈی بے کار چیز کی طرح پھینک دی جاتی ہے۔

پس میں احباب جماعت سے کہتا ہوں کہ جلد بازی کی رو میں بہہ کر مایوسی کی باتیں نہ کرو بلکہ خدا کی وسیع قدرت اور وسیع رحمت پر بھروسہ رکھ کر صبر و استقلال کے ساتھ دعائیں کرو، دعائیں کرو، دعائیں کرو۔ یہ دعائیں یقیناً ...... جماعت کے لئے بھی بابرکت ہوں گی اور خود دعا کرنے والوں کے لئے بھی بابرکت ہوں گی۔ اس سے بڑھ کر اور کیا چاہتے ہو؟

اس مختصر سے نوٹ کے ختم کرنے سے قبل میں صدقات کے متعلق بھی کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ صدقہ مختلف صورتوں میں دیا جاسکتا ہے۔ **اوّل** جانور ذبح کرنے کی صورت میں۔ کیونکہ جان کے بدلے جان کا اصول تمام مذاہب میں مسلّم ہے۔ جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سنت سے ثابت

ہے ۔دوسرے مسکینوں اور یتیموں اور بھوکوں کو کھانا کھلانے کی صورت میں جیسا کہ قرآن مجید کی متعدد آیات میں تاکید کی گئی ہے ۔تیسرے غریبوں اور بیواؤں اور بے سہارا لوگوں کو ان کی ضرورت کے لئے نقد امداد کا انتظام کر کے ۔چوتھے نادار بیماروں کے لئے ادویہ اور ضروری غذا یا لباس مہیا کر کے ۔پانچویں ہونہار مگر غریب طالبعلموں کے لئے فیسوں اور کتابوں کی امداد کی صورت میں اور چھٹے اگر کسی غریب یا یتیم یا بیوہ کا مکان گر گیا ہو یا وہ ایسی ضروری تکمیل چاہتا ہو جس کے بغیر گزارہ نہ ہو مگر اسے اس کی طاقت نہ ہو تو اس کا انتظام کرا کے وغیرہ وغیرہ ۔

یہ سب صدقہ کی مقبول اور مستحسن صورتیں ہیں جو ہمارے دوستوں کے مدنظر رہنی چاہئیں ۔اور صدقہ میں احمدیوں، غیر احمدیوں، غیر مسلموں بلکہ جانوروں تک کو شامل کرنا چاہئے ۔ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ......یعنی ہر زندہ چیز کی امداد کرنے اور اسے تکلیف سے بچانے میں خدا نے اجر مقرر کر رکھا ہے ۔اور ایک حدیث میں آپؐ فرماتے ہیں کہ ایک کنچنی یعنی فاحشہ عورت کو خدا نے اس لئے بخش دیا کہ اس نے اپنی جان کو خطرہ میں ڈال کر ایک پیاسے کتے کو پانی پلایا تھا ۔اللہ، اللہ رحمت کی کتنی وسعت ہے!!!

دعا اور اس کی قبولیت

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے ایک اور جگہ فرماتے ہیں کہ:

''ہمارا خدا ہر زبان کو جانتا اور سمجھتا ہے بلکہ بے زبانوں کی زبان تک سے واقف ہے ۔اس سے نہ کوئی زبان سے نکلا ہوا لفظ مخفی ہے اور نہ کوئی دل کی گہرائیوں میں چھپی ہوئی خواہش اس سے پوشیدہ ہے ۔پس ہر انسان اپنے قلبی جذبات اور لسانی تلفظات کے مطابق جن الفاظ یا جن اشارات سے بھی دعا کرنے میں سہولت اور حضور قلب پائے اسی کے مطابق دعا کرے ۔خدا اس کی سنے گا اور اس کے اخلاص اور اپنی سنت کے مطابق اس سے معاملہ کرے گا ۔اسی لئے قرآن نے دعا کے تعلق میں تَضَرُّعاً وَّ خُفْیَۃً کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں ۔جس سے یہ مراد ہے کہ خدا ایسی دعا کو بھی سنتا ہے جو پھوٹ پھوٹ کر زبان سے نکلتی ہے اور ایسی دعا پر بھی کان دھرتا ہے جو دل کی گہرائیوں کے اندر ابلتی رہتی ہے اور زبان پر نہیں آسکتی ۔

دعاؤں کے تعلق میں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا طریق تھا ہر دعا سے پہلے سورۃ فاتحہ اور درود شریف کا پڑھنا بہت مبارک اور بہت مؤثر ہے ۔پس دعا کے وقت اصل دعا سے قبل سورۃ فاتحہ اور درود ضرور پڑھنا چاہئے بشرطیکہ اس کا موقع ہو ۔ورنہ وقت کی تنگی کی صورت میں تو خدا کے فرشتے مومنوں کے ایک لفظ بلکہ دردمند دل کی خواہش تک کو شوق کے ساتھ اچکتے اور فوراً آسمان پر اٹھا کر لے جاتے ہیں''

مکرم احمد مستنصر قمر صاحب

تربیت اولاد کی ضرورت واہمیت

نوٹ: سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے مکرم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب صدر مجلس کو ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔اس موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ انصار کو خصوصیت کے ساتھ تربیت اولاد کی طرف توجہ دینی چاہئے۔اولاد کی کامیاب ازدواجی زندگی میں ان کی تربیت اہم کردار ادا کرتی ہے۔اس ارشاد کے پیش نظر تربیت اولاد کے موضوع پر ایک خصوصی سلسلہ شروع کیا جا رہا ہے جس میں قرآن، احادیث، اسوۂ نبی اکرمؐ اور ارشادات حضرت مسیح موعودؑ و خلفاء کی روشنی میں اس موضوع پر روشنی ڈالی جائے گی۔ انشاءاللہ

(قائد اشاعت مجلس انصاراللہ پاکستان)

تربیت اولاد کا مضمون اور کام دین حق کے اہم ترین امور میں سے ایک ہے۔وجہ یہ کہ جب تک ایک مومن اپنی اولاد کی تربیت اس رنگ میں نہیں کرتا کہ وہ خدا تعالیٰ کے تمام انبیاء اور صلحاء کی نیکیوں کی وارث ہو تب تک انسان کی آئندہ نسلوں کی دینی و دنیاوی بقاوترقی کی کوئی ضمانت نہیں دی جا سکتی۔قرآن مجید نے سابقہ انبیاء کی اپنی اولاد کے حق میں دعاؤں کا ذکر فرمایا ہے۔جن میں حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت زکریا علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی دعاؤں کا ذکر بطورِ خاص ملتا ہے۔آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث میں بھی تربیتِ اولاد کے زرّیں اصول بیان ہوئے ہیں جو ایک مومن کے لئے تا قیامت مشعل راہ ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اپنے بچوں سے عزت کے ساتھ پیش آؤ اور ان کی اچھی تربیت کرو'' (ابن ماجہ۔کتاب الادب) اسی طرح ایک اور حدیث میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''ہر بچہ فطرت (صحیحہ) پر پیدا ہوتا ہے۔پھر اس کے والدین اسے یہودی یا عیسائی یا مجوسی بنا دیتے ہیں'' (مسلم کتاب القدر) ان دو احادیث سے تربیتِ اولاد کی اہمیت روزِ روشن کی طرح کھل کر سامنے آجاتی ہے۔اور ایک مومن کی اس سلسلے میں کیا ذمہ داری ہے یہ بات بھی خوب عیاں ہو جاتی ہے۔

سیدّنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود کی زندگی میں ایسے کئی واقعات ملتے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ آپکے

نزدیک اولاد کی اچھی تربیت ایک نہایت اہم ذمہ داری ہے جو ہر مومن کے فرائض میں شامل ہے۔ آپؑ نے کئی مواقع پر تربیت اولاد سے متعلق جو اصول بیان فرمائے وہ بلاشبہ رہتی دنیا تک آپ کی جماعت اور بنی نوع انسان کے لئے مشعلِ راہ ہیں۔ ایک موقع پر آپؑ نے فرمایا:

''میری کوئی نماز ایسی نہیں ہے جس میں مَیں اپنے دوستوں اور اولاد اور بیوی کے لئے دعا نہیں کرتا''

آپؑ کی خواہش تھی کہ جماعت کے بچے دعا کو حرزِ جاں بنائیں۔ حضرت مولوی شیر علی صاحب (اللہ ان سے راضی ہو) ایک روایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے تھے کہ ''بعض اوقات ہماری جماعت کے طالب علم مجھے امتحانوں میں کامیابی کی دعا کے لئے کہتے ہیں اور گو یہ ایک معمولی سی بات ہوتی ہے لیکن میں ان کے واسطے توجہ سے دعا کرتا ہوں کہ اس طرح ان کو دعا کی طرف رغبت اور خیال پیدا ہو''

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ بچوں کو بدنی سزا دینے کے بھی سخت مخالف تھے۔ ایک اور روایت جو حضرت مولوی شیر علی صاحب (اللہ ان سے راضی ہو) سے مروی ہی ہے کچھ یوں ہے:

''حضرت مسیح موعودؑ بچوں کو بدنی سزا دینے کے بہت مخالف تھے اور جس استاد کے متعلق یہ شکایت آپ کو پہنچتی تھی کہ وہ بچوں کو مارتا ہے۔ اُس پر بہت ناراض ہوتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ جو استاد بچوں کو مار کر تعلیم دینا چاہتا ہے یہ دراصل اس کی اپنی نالائقی ہوتی ہے...... حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت صاحب نے جو یہ فرمایا ہے کہ بچوں کو سزا نہیں دینی چاہئے۔ اس سے یہ منشاء نہیں کہ گویا بدنی سزا بالکل ہی ناجائز ہے...... حضرت مسیح موعودؑ نے خود بھی بعض اوقات بچوں کو بدنی سزا دی ہے۔ لیکن غصّے سے مغلوب ہو کر مارنا یا بات بات پر مارنا یا بری طرح مارنا وغیر ذالک۔ یہ ایسی باتیں ہیں جنہیں حضرت مسیح موعودؑ نہایت ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھتے تھے۔

اولاد کی تربیت میں بچوں کے سکول کے ماحول اور ان کی دوستیوں پر نگاہ رکھنا بھی ضروری ہوا کرتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نوراللہ مرقدہٗ فرماتے تھے کہ ایک طالب علم جو کالج میں پڑھتا تھا وہ میرے پاس آکر بیان کرنے لگا کہ کچھ عرصے سے میرے دل میں دہریت کے خیالات پیدا ہونے شروع ہوگئے ہیں اور میں ان کا بہت مقابلہ کرتا ہوں مگر وہ میرا پیچھا نہیں چھوڑتے...... پھر جب وہ قادیان آیا تو میں نے اسے حضرت صاحب کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت صاحب نے اس کے حالات سن کر فرمایا کہ آپ کالج میں جس جگہ بیٹھا کرتے ہیں وہ جگہ بدل دیں۔ اس کے کچھ عرصہ بعد جب وہ پھر قادیان آیا تو کہنے لگا کہ اب میرے خیالات خود بخود ٹھیک ہونے لگ گئے ہیں۔ اور اس نے یہ بیان کیا کہ مجھے اب معلوم ہوا ہے کہ جس جگہ میں پہلے بیٹھتا تھا اس کے ساتھ ایک ایسے طالب علم کی جگہ تھی جو دہریہ تھا۔

بچوں کے اخلاق و عادات واخلاق سے اثر لیتے ہیں۔اس ضمن میں ایک مرتبہ حضرت مسیح موعودؑ نے بچوں کی تربیت کا ایک رہنما اصول بیان کرتے ہوئے فرمایا:

''والدین کی بدکاریاں بچوں پر بھی بعض وقت آفت لاتی ہیں۔اسی کی طرف اشارہ ہے ......(الشمس:16) جو لوگ لاابالی زندگی بسر کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ان کی طرف سے لاپرواہ ہو جاتا ہے۔دیکھو دنیا میں جو اپنے آقا کو چند روز سلام نہ کرے تو اس کی نظر بگڑ جاتی ہے۔تو جو خدا سے قطع کرے پھر خدا اس کی پرواہ کیوں کرے گا۔اسی پر وہ فرماتا ہے کہ وہ ان کو ہلاک کر کے ان کی اولاد کی بھی پرواہ نہیں کرتا۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو متقی صالح مرجاوے اس کی اولاد کی پرواہ کرتا ہے۔ جیسا کہ اس آیت سے بھی پتہ لگتا ہے......(الکہف:83)

اسی ضمن میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک موقع پر فرمایا:

''بچوں کو نمازوں کی عادت ڈالنے کے بارے میں حکم ہے۔اکثر کو یہ حکم یاد بھی ہوگا۔سنتے بھی رہتے ہیں۔لیکن عمل کی طرف بہت کم توجہ ہے۔ماں اور باپ دونوں کی ذمہ داری ہے کہ بچوں کو نمازیں پڑھنے کی عادت ڈالیں۔صرف فرض پورا کرنے کے لئے عادت نہ ڈالیں بلکہ ان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت راسخ کردیں تاکہ وہ یہ سمجھ کر نماز پڑھنے والے ہوں کہ یہ ہمارے فائدے کے لئے ہے۔اور اللہ تعالیٰ سے تعلق ہی ہماری دنیا و آخرت کی بقا ہے۔اور یہ اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک آپ والدین خود بھی اللہ تعالیٰ سے خالص تعلق نہ جوڑیں''

حضور نے اسی طرح فی زمانہ تربیتِ اولاد کے ضمن میں والدین کو جن چند بڑے مسائل کا سامنا ہے ان کا ذکر کرتے ہوئے نوجوان احمدی نسل کو مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا:''جب ایسی عمر میں پہنچتے ہیں، نوجوانی میں قدم رکھ رہے ہوتے ہیں، سولہ سال اٹھارہ سال تک کی، بیس سال تک کی عمر بلکہ اس سے بھی اوپر، تو شیطان کے حملے بھی بڑی تیزی سے شروع ہو جاتے ہیں۔خاص طور پر جو پندرہ، سولہ، سترہ سال کی عمر ہے بہت خطرناک ہے۔ہر ایک کو سکول میں، کالج میں جذبات کو ابھارنے والے، برائیوں کی طرف مائل کرنے والے نئے نئے حالات کا سامنا رہتا ہے۔لڑکوں لڑکیوں کی mixed gathering ہوتی ہے۔ان میں جب کھلے عام مختلف عنوانات پر، مختلف topics پر، موضوعات پر آزادی اظہار کا نام دے کر گفتگو ہو رہی ہو تو ایسی صورت میں، ان حالات میں ایسی صورت حال پیدا ہو جاتی ہے۔جب نفس امّارہ بڑی تیزی سے اپنا اثر دکھاتا ہے۔ پس جب نفس امّارہ برائیوں کی طرف مائل کرنے کی کوشش کرے تو شیطان کی جو گردش ہے وہ خون میں اور بھی زیادہ تیز ہو جاتی ہے۔اور آناً فاناً اپنی لپیٹ میں لے کر برائیاں کروا دیتی ہے۔اور بعض دفعہ بعض لوگوں کو ایسی temptation ہو جاتی ہے، یہ اس طرح جذبات کو قابو میں کرتی ہے کہ انسان کے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت بھی ختم ہو جاتی ہے ......پس اس

temptation سے بچنے کے لئے ، شیطان کو دبائے رکھنے کے لئے استغفار کی ضرورت ہے۔ تا کہ وہ کسی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر مزید کمزوریوں میں مبتلا کرنے کے لئے حملہ نہ کر دے“

اسی طرح فرمایا:

”اگر ہم تقوی پر قائم رہتے ہوئے اپنی اور اپنے بچوں کی اصلاح کی طرف نظر رکھیں گے، اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے اپنے آپ کو اور اپنے بچوں کو اس نظام کا حصہ بنائیں رکھیں گے جو اللہ تعالیٰ نے قائم فرمایا ہے تو ہم بھی اس رحمت اور فضل کے حاصل کرنے والے بن جائیں گے جو خدا تعالیٰ نے جماعت کے لئے مقدر کئے ہوئے ہیں۔ اور ہم بھی اور آئندہ نسلیں بھی انشاء اللہ تعالیٰ فتوحات دیکھیں گی“

اللہ تعالیٰ تمام والدین کو تربیت اولاد کی اہمیت اور ضرورت کو سمجھنے اور اس کے لئے عملی کوشش کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین

یاد رکھنے کی بات

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ جب آسمان سے مقرر ہو کر ایک نبی یا رسول آتا ہے تو اُس نبی کی برکت سے عام طور پر ایک نور حسب مراتب استعدادت آسمان سے نازل ہوتا ہے اور انتشار رُوحانیت ظہور میں آتا ہے۔ تب ہر ایک شخص خوابوں کے دیکھنے میں ترقی کرتا ہے اور الہام کی استعداد رکھنے والے الہام پاتے ہیں اور رُوحانی اُمور میں عقلیں بھی تیز ہو جاتی ہیں کیونکہ جیسا کہ جب بارش ہوتی ہے ہر ایک زمین اُس سے کچھ نہ کچھ حصہ لیتی ہے۔ ایسا ہی اس وقت ہوتا ہے جب رسول بھیجنے سے بہار کا زمانہ آتا ہے تب اُن ساری برکتوں کا موجب دراصل وہ رسول ہوتا ہے اور جس قدر لوگوں کو خوابیں یا الہام ہوتے ہیں دراصل اُن کے کھلنے کا دروازہ رسول ہی ہوتا ہے۔ کیونکہ اُس کے ساتھ دُنیا میں ایک تبدیلی واقعہ ہوتی ہے اور آسمان سے عام طور پر ایک روشنی اُترتی ہے جس سے ہر ایک شخص حسب استعداد حصہ لیتا ہے۔ وہی روشنی خواب اور الہام کا موجب ہو جاتی ہے اور نادان خیال کرتا ہے کہ میرے ہنر سے ایسا ہوا ہے مگر وہ چشمہ الہام اور خواب کا صرف اُس نبی کی برکت سے دُنیا پر کھولا جاتا ہے۔ اور اُس کا زمانہ ایک لیلۃ القدر کا زمانہ ہوتا ہے جس میں فرشتے اُترتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ......(سورۃ القدر:5) جب سے خدا نے دنیا پیدا کی یہی قانون قدرت ہے“

مکرم لطف الرحمان طاہر صاحب صدر کراچی

رشتہ کرتے وقت تقویٰ مدّ نظر رہے

رشتہ ناطہ ایک اہم ترین شعبہ زندگی ہے۔نئے ہونے والے رشتوں کے نتائج صرف دو افراد ہی نہیں بلکہ خاندانوں اور آنے والی نسلوں پر بھی اثر انداز ہوتے ہیں۔ان نتائج پر انسان بہت کم اختیار رکھتا ہے۔اس لئے اہم ترین بات یہ ہے کہ رشتے کرتے ہوئے انسان خدا تعالیٰ کے تمام احکامات پر عمل پیرا ہو۔بالفاظ دیگر تقویٰ اختیار کرے۔یہی وہ راستہ ہے جس پر چل کر حقیقی فلاح اور کامیابی حاصل کی جا سکتی ہے۔رشتہ طے کرنے سے لے کر شادی ہونے اور پھر ازدواجی زندگی گزارتے ہوئے ہر مرحلے پر تمام مشکلات کا اصل حل تقویٰ اختیار کرنا ہی ہے۔مگر بہت سے مواقع ایسے آتے ہیں جہاں انسان کے تقویٰ کا معیار قائم نہیں رہتا۔مثلاً رشتہ طے کرتے ہوئے ہی انسان بہت سی غلطیوں کا ارتکاب کر سکتا ہے۔

سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:

’’ہماری قوم میں یہ بھی ایک نہایت بدرسم ہے کہ دوسری قوم کولڑکی دینا پسند نہیں کرتے بلکہ حتی الوسع لینا بھی پسند نہیں کرتے یہ سراسر تکبر اور نخوت کا طریق ہے۔جو سراسر احکام شریعت کے برخلاف ہے بنی آدم علیہ السلام سب خدا تعالیٰ کے بندے ہیں۔رشتہ وناطہ میں صرف یہ دیکھنا چاہئے کہ جس سے نکاح کیا جاتا ہے وہ نیک بخت اور نیک وضع آدمی ہے اور کسی ایسی آفت میں مبتلا نہیں جو موجب فتنہ ہو اور نیک بختی کا لحاظ ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔یعنی تم میں سے خدا تعالیٰ کے نزدیک زیادہ تر بزرگ وہی ہے جو زیادہ تر پرہیز گار ہے۔ (الحجرات:14) ہماری قوم میں یہ بھی ایک بدرسم ہے کہ شادیوں میں صدہا روپیہ فضول خرچ ہوتا ہے۔سو یاد رکھنا چاہئے کہ شیخی اور بڑائی کے طور پر برادری میں بھاجی تقسیم کرنا اور اس کا دینا اور دکھانا یہ دونوں باتیں عندالشرع حرام ہیں،آتش بازی چلوانا،کنجروں اور ڈوموں کو دینا یہ سب باتیں حرام مطلق ہے۔ناحق روپیہ ضائع ہوجاتا ہے۔گناہ سر پر چڑھتا ہے۔صرف اتنا حکم ہے کہ نکاح کرنے والا بعد نکاح کے ولیمہ کرے یعنی چند دوستوں کو کھانا پکا کر کھلا دیوے‘‘

سیدنا حضرت مصلح موعود جہیز کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

’’جس چیز کو شریعت نے مقرر کیا ہے وہ یہی ہے کہ مرد عورت کو کچھ دے عورت اپنے ساتھ کچھ لائے ضروری نہیں ہے۔اور اگر کوئی اس کے لئے مجبور کرتا ہے تو وہ سخت غلطی کرتا ہے۔ہاں اگر

والدین اپنی خوشی سے کچھ دیتے ہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں لیکن یہ ضروری نہیں۔ ہاں لڑکے والے نہ دیں گے تو یہ ناجائز ہوگا۔ شریعت نے ہر مرد کے لئے عورت کا مہر مقرر کرنا ضروری رکھا ہے“

پھر آپ فرماتے ہیں:

”اس میں شبہ نہیں کہ جہیز اور بری کی رسوم بہت بُری ہیں۔ ہمیں اس کے لئے جتنی جلدی ممکن ہو ان کی اصلاح کی کوشش کرنی چاہئے۔ ایسی وبا اور مصیبت جو گھروں کو تباہ کر دیتی ہے اس قابل ہے کہ اسے فی الفور مٹا دیا جائے اور میں نے دیکھا ہے کہ اچھے اچھے گھرانے اس رسم میں بہت بُری طرح مبتلا ہیں۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ جہیز بھی اگر کوئی دے سکے تو نہ دے۔ ایسے موقعوں پر ہمارے لئے سنت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا طرز عمل ہے۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے جو مامور آیا اس کی وحی تازہ بتازہ ہے اور جو کچھ اس نے کہا وہ اس رس کی طرح ہے جو تازہ پھل سے نچوڑا گیا۔ پس اس کا عمل ہی سنت اور تعلیم ہے“

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ:

”شادی بیاہ نکاح جو بظاہر ایک دنیاوی تقریب لگتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے ہر مومن کو اپنے ہر معاملہ میں تقویٰ کا حکم دیا ہے اور آنحضرتؐ نے نکاح کے موقع پر جن آیات کا انتخاب فرمایا ان میں بھی بار بار تقویٰ کا ذکر ہے۔ تقویٰ پیدا ہوگا خدا تعالیٰ کا خوف ہوگا تو رحمی رشتوں کا بھی خیال رکھو گے تقویٰ پیدا ہوگا تو ایک دوسرے سے تمہارے جو عہدو پیمان ہیں ان کی بھی پابندی کرو گے۔ تقویٰ پیدا ہوگا تو سچائی پر قائم رہو گے۔ تقویٰ پیدا ہوگا تو تم سے نیک اعمال سرزد ہوں گے اور ان نیک اعمال کے بجالانے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کو بخشے گا۔

تقویٰ پیدا ہوگا تو خدا تعالیٰ تمہیں اس کا بہت بڑا اجر دے گا۔ تقویٰ پیدا ہوگا تو تبھی تم کل پر نظر رکھو گے بلکہ یہ سوچ کر ہر عمل کرو گے کہ مرنے کے بعد کی زندگی بھی ہمیں ملنی ہے اور وہاں ہم سے سوال و جواب ہوں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہمارے ہر عمل کو جانتا ہے وہ ہر غیب کی بات کو بھی جانتا ہے پس رشتے قائم کرتے وقت شادیاں کرتے وقت خوشیوں کے موقع پر ان باتوں کو ہمیشہ مدنظر رکھیں کہ خوشیوں میں ڈوب کر کہیں ہم اپنے خدا کو یا اسکی خشیت کو بھول نہ جائیں۔ بلکہ ہر وقت یہ چیزیں

ہمارے سامنے ہوں تا کہ یہ دنیاوی باتیں بھی ہمارے لئے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا موجب بن جائیں۔پس ان باتوں کو مدّنظر رکھتے ہوئے ہر نئے قائم ہونے والے رشتہ کو بھی اور جو قائم شدہ رشتے ہیں ان کو بھی اپنی زندگیاں گزارنے کی کوشش کرنی چاہئے۔اللہ تعالیٰ ہر ایک کو ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے'' آمین

مکرم سید محمد شعیب صاحب۔جہلم

خُدا کے لئے

بھائی کو بھائی سے نہ لڑاؤ کبھی نفرتیں سب مِٹاؤ خُدا کے لئے
جس سے فتنہ ہو ایسی ہر اِک بات کو سب سے پہلے مِٹاؤ خُدا کے لئے

صرف اپنا ہی ہر دم نہ سوچا کرو سوچ کے دائروں کو وسیع تم کرو
اپنے ہی کام میں تم مگن نہ رہو کام سب کے تم آؤ خُدا کے لئے

کوششیں زندگی کو بنانے کی سب اپنے گھر کی حدوں تک نہ محدود ہوں
ساری دُنیا کی ہو بہتری کی فکر بات یہ نہ بھلاؤ خُدا کے لئے

جب کوئی تم کو اتنا ستانے لگے شکوہ جس سے لبوں پہ کہ آنے لگے
کتنی دُنیا سے بہتر ہو تم حال میں تب یہ خود کو بتاؤ خُدا کے لئے

ساری دُنیا بھی ہو تم سے ناراض گر اُس کی پرواہ نہ ہو تم کو اِک ذرہ بھر
ڈھونڈنے کو مگر تم خُدا کی رضا چین اِک پل نہ پاؤ خُدا کے لئے

حُسن و اِحسان دُنیا میں جتنا بھی ہے اُس مرے پیارے مالک کی ہے وہ عطا
جو یہ کہتا ہے اُس کا بھی کچھ ہاتھ ہے ہوش میں اُس کو لاؤ خُدا کے لئے

معاف کرتا نہیں جو کسی کی خطا درگزر کی اُمیدیں وہ رکھتا ہے کیا
معاف کرنا خطاؤں کو سیکھو ذرا حوصلوں کو بڑھاؤ خُدا کے لئے

مکرم ندیم احمد فرخ صاحب ۔گلگت

کلام اللہ کا مرتبہ اور حضرت مصلح موعود

حضرت مسیح موعودؑ نے 20 فروری 1886ء کو ایک اشتہار شائع فرمایا اور ایک پیش گوئی فرمائی جو اس خوشخبری پر مشتمل تھی کہ خدا تعالیٰ مجھے عظیم الشان صفات کا حامل ایک بیٹا عطاء فرمائے گا۔آپؑ نے ''فرزند موعود'' کی صفات اور اس پیش گوئی کی عظمت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ''تا دین (حق) کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے ......وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم ہوگا اور علومِ ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا''

آپ کی تعلیم قرآن کی ابتداء 1895ء میں ہوئی۔حافظ احمد اللہ صاحب ناگپوری کو یہ سعادت حاصل ہوئی انہوں نے آپ کو قرآن کریم ناظرہ پڑھایا۔7 رجون 1897ء کا دن حضرت مصلح موعود کی زندگی میں اہمیت کا حامل ہے کیوں کہ اس دن آپ نے قرآن کریم کا پہلا دور مکمل فرمایا تھا اور اس دن کی جماعت کی تاریخ میں بھی ایک خاص اہمیت ہے کہ اسی روز حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے اپنے اس بیٹے کی بڑی دعاؤں کے ماحول میں تقریب آمین منعقد کی چنانچہ اس مبارک موقع پر آپ نے ایک نظم بعنوان ''آمین'' جس میں اپنی تمام مبشر اولاد کے لئے عموماً اور سیدنا مصلح موعود کے لئے خصوصاً درد دل کے ساتھ دعائیں کی ہیں۔آپ اپنی اس نظم میں فرماتے ہیں۔

تو نے یہ دن دکھایا محمود پڑھ کے آیا | دل دیکھ کر یہ احساں تیری ثنائیں گایا
صد شکر ہے خدایا صد شکر ہے خدایا | یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِی
ہے آج ختم قرآن نکلے ہیں دل کے ارماں | تو نے دکھایا یہ دن میں تیرے منہ کے قرباں
اے میرے رب محسن کیوں کر ہو شکر رحماں | یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِی
لختِ جگر ہے میرا محمود بندہ تیرا | دے اس کو عمر و دولت کر دور ہر اندھیرا
دن ہوں مرادوں والے پُرنور ہو سویرا | یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِی

آپ کے علم القرآن کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ 1906ء میں آپ نے پہلی پبلک تقریر صرف سترہ

برس کی عمر میں فرمائی تھی جو رد شرک میں تھی اور ''چشمہ توحید'' کے نام سے شائع ہوئی۔ اس تقریر کے دوسرے حصہ میں آپ نے سورہ لقمان کے دوسرے رکوع کی نہایت لطیف تفسیر فرمائی آپ خود فرماتے ہیں:

''اب میں خود اس تقریر کو پڑھ کر حیران ہو جاتا ہوں کہ وہ باتیں کس طرح میرے منہ سے نکلیں اور اگر اب بھی وہ باتیں بیان کروں تو یہی سمجھوں گا کہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے سمجھائی ہیں''

پھر جب حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد ہونے والے جلسہ میں آپ نے تقریر فرمائی تو جب تقریر ختم ہوگئی تو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نے فرمایا۔ ''میاں نے بہت سی آیات کی ایسی تفسیر کی ہے جو میرے لئے بھی نئی تھی''

آپ کی بیان فرمودہ تفاسیر ہمارے لئے بیش بہا خزانہ ہیں کیوں کہ یہ تفاسیر آپ کو خدا نے اپنے فرشتوں کے ذریعہ سے سکھلائی ہیں۔ 1907ء میں آپ کو ایک فرشتہ نے سورہ فاتحہ کی تفسیر سکھلائی آپ اس رؤیا کا ذکر کرتے ہوئے خود فرماتے ہیں۔ ''یہ رؤیا اصل میں اس حقیقت کی طرف اشارہ کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے بیج کے طور پر میرے دل اور دماغ میں قرآنی علوم کا خزانہ رکھ دیا ہے''

آپ کو قرآن کی تلاوت کرنے اور اس کی آیات پر غور و خوض کرنے کا تو گویا عشق تھا چنانچہ آپ اپنے عشقِ قرآن کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''ہم نے قرآن کے صرف لفظوں کو نہیں دیکھا بلکہ ہم خود اس کی محبت کی آگ میں داخل ہوئے اور وہ ہمارے وجود میں داخل ہوگئی۔ ہمارے دلوں نے اس کی گرمی کو محسوس کیا اور لذت حاصل کی۔ ہماری حالت اس شخص کی نہیں جو دیکھتا ہے کہ بادشاہ باغ کے اندر گیا ہے اور وہ باہر کھڑا اس بات کا انتظار کرتا ہے کہ کب بادشاہ باہر نکلے تو میں اس کی دست بوسی کروں بلکہ ہم نے خود بادشاہ کے ہاتھ میں ہاتھ دیا اور باغ کے اندر داخل ہوئے اور روش روش پھرے اور پھول پھول دیکھا..... خدا تعالیٰ نے ہمیں وہ علوم عطا فرمائے ہیں کہ جن کی روشنی میں ہم نے دیکھ لیا کہ قرآن ایک زندہ کتاب ہے اور محمد ﷺ ایک زندہ رسول ہے۔

ایک اور موقع پر فرمایا:

''میں نے تو آج تک نہ کوئی ایسی کتاب دیکھی نہ مجھے ایسا آدمی ملا جس نے مجھے کوئی ایسی بات بتائی جو قرآن کریم کی تعلیم سے بڑھ کر ہو یا قرآن کریم کی کسی غلطی کو ظاہر کر رہی ہو یا کم از کم قرآنِ کریم کے برابر ہی ہو۔ محمد ﷺ کے سامنے تمام علوم ہیچ ہیں۔ چودھویں صدی ترقی کے لحاظ سے ایک ممتاز صدی ہے۔ اس میں بڑے بڑے علوم نکلے۔ بڑی بڑی ایجادیں

ہوئیں بڑے بڑے سائنس کے عُقدے حل ہوئے۔مگر یہ تمام علوم محمدؐ کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکے"

حضرت سیّدہ مریم صدیقہ صاحبہ (ام متین) حرم حضرت مصلح موعودؓ آپ کے عشقِ قرآن کے متعلق بیان کرتی ہیں۔

''قرآن کریم کی تلاوت کا کوئی وقت مقرر نہ تھا جب بھی وقت ملا تلاوت کر لی یہ نہیں کہ دن میں ایک بار یا دو بار۔عموماً یہ ہوتا کہ ناشتے سے فارغ ہو کر ملاقاتوں کی اطلاع ہوئی آپ انتظار میں ٹہل رہے ہیں قرآن مجید ہاتھ میں ہے لوگ ملنے آگئے قرآن مجید رکھ دیا مل کر چلے گئے پڑھنا شروع کر دیا۔تین تین چار چار دنوں میں عموماً میں نے ختم کرتے دیکھا ہے۔ہاں جب کام زیادہ ہوتا زیادہ دن میں بھی لیکن ایسا بھی ہوتا تھا کہ صبح سے قرآن مجید ہاتھ میں لیے ٹہل رہے ہیں اور ایک ورق بھی نہیں الٹا دوسرے نے دیکھا تو پھر وہی صفحہ میں نے کہا آپ کے ہاتھ میں قرآن مجید ہے مگر آپ پڑھ نہیں رہے تو فرماتے۔ ''ایک آیت پر اٹک گیا ہوں جب تک اس کے مطالب حل نہیں ہوتے کس طرح آگے چلوں"

ایک دفعہ یوں ہی خدا جانے مجھے کیا خیال آیا۔میں نے پوچھا آپ نے کبھی موٹر چلانی بھی سیکھی؟ کہنے لگے ہاں ایک دفعہ کوشش کی تھی مگر اس خیال سے ارادہ ترک کر دیا کہ ٹکر نہ ماردوں ہاتھ سٹیرنگ پر تھے اور دماغ قرآن مجید کی کسی آیت کی تفسیر میں الجھا ہوا تھا موٹر کیسے چلاتا''

آپ کے عشقِ قرآن کا ذکر کرتے ہوئے حضرت صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب فرماتے ہیں۔

''ایک روز حضرت مصلح موعودؓ گھر کے دالان میں ٹہل رہے تھے اور ہم بچے بھی گھر میں موجود تھے آپ نے ہمیں بلایا اور فرمانے لگے کہ قرآن ایک بہت بڑا خزانہ ہے۔جیسے سمندر میں غوطہ خور غوطہ مارتا ہے تو جو بہت محنت کرتا ہے موتی نکال کر لے آتا ہے اور جو تھوڑی محنت کرتا ہے سیپی ہی نکال لاتا ہے۔اس طرح تمہیں ابھی سے قرآن کریم پر غور و فکر کی عادت ڈالنی چاہئے اور موتی نہیں تو سیپی ہی نکال کر لے آؤ۔اس واقعہ سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ حضور کو قرآن سے کس قدر عشق تھا''

سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ نے قرآن کریم کی نہایت پُر معارف تفسیر بیان فرمائی ہے۔یہ دس جلدیں علم و معرفت کا عظیم خزانہ ہیں۔اس پُر معارف تفسیر میں آپ نے ہر آیت کا اگلی آیت سے ربط بیان فرمایا ہے۔ہر آیت کی مفصل حلِ لغات۔اور خدا تعالیٰ،قرآن،(دینِ حق) اور آنحضورؐ پر ہونے والے اعتراضات کے مفصل و مدلّل دندان شکن جوابات دیئے ہیں۔بلا شبہ یہ ایک بے مثل تفسیر ہے۔اس کے علاوہ ایک چھوٹی تفسیر بھی مرتب فرمائی جس میں ترجمہ قرآنی محاورہ کو مدنظر رکھ کر کیا گیا ہے۔

ایک دیباچہ تفسیر القرآن کے نام سے بھی آپ نے نہایت ہی قلیل وقت میں املاء کروایا تھا آپ نے اس میں دینِ حق پر کئے جانے والے اعتراضات کے دندان شکن جوابات دیئے ہیں اور ضرورتِ قرآن پر نہایت ہی پیارے رنگ میں بحث فرمائی ہے۔

حضرت سیّدہ مریم صدیقہ صاحبہ (ام متین) حرم حضرت مصلح موعود بیان کرتی ہیں۔

''قرآن کریم سے جو آپ کو عشق تھا اور جس طرح آپ نے اس کی تفسیریں لکھ کر اس کی اشاعت کی وہ تاریخ احمدیت کا ایک روشن باب ہے۔ خدا تعالیٰ کی آپ کے متعلق پیش گوئی کہ کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اپنی پوری شان کے ساتھ پوری ہوئی۔ جن دنوں میں تفسیر...... لکھی نہ آرام کا خیال تھا نہ سونے کا نہ کھانے کا، بس ایک دھن تھی کہ کام ختم ہو جائے۔ رات کو عشاء کی نماز کے بعد لکھنے بیٹھے ہیں تو کئی دفعہ ایسا ہوا کہ صبح اذان ہوگئی اور لکھتے چلے گئے۔ تفسیر (چھوٹی) تو لکھی ہی آپ نے بیماری کے پہلے حملے کے بعد یعنی 1956ء میں۔ طبیعت کافی کمزور ہو چکی تھی گو یورپ سے واپسی کے بعد صحت ایک حد تک بحال ہو چکی تھی مگر پھر بھی کمزوری باقی تھی ڈاکٹر کہتے تھے کہ آرام کریں، فکر نہ کریں، زیادہ محنت نہ کریں لیکن آپ کو ایک دھن تھی کہ قرآن کے ترجمے کا کام ختم ہو جائے بعض دن صبح سے شام ہو جاتی اور لکھواتے رہتے۔ کبھی مجھ سے املاء کرواتے۔ مجھے گھر کا کام ہوتا تو مولوی یعقوب صاحب مرحوم کو لکھواتے رہے۔ آخری سورتیں لکھوا رہے تھے غالباً 29واں پارہ تھا یا آخری شروع ہو چکا تھا (ہم لوگ نخلہ میں تھے وہیں تفسیر مکمل ہوئی تھی) کہ مجھے بہت تیز بخار ہو گیا میرا دل چاہتا تھا کہ متواتر کئی دنوں سے مجھے ہی ترجمہ لکھوا رہے ہیں میرے ہاتھوں ہی سے مقدس کام ختم ہو۔ میں بخار میں مجبور تھی ان سے کہا کہ میں نے دوائی کھائی ہے آج یا کل بخار اتر جائے گا دو دن آپ بھی آرام کر لیں۔ آخری حصہ مجھ سے ہی لکھوائیں تا کہ میں ثواب حاصل کر سکوں۔ نہیں مانے کہ میری زندگی کا کیا اعتبار۔ تمہارے بخار اُترنے کے انتظار میں اگر مجھے موت آجائے تو؟ سارا دن ترجمہ اور نوٹس لکھواتے رہے اور شام کے وقت تفسیر (چھوٹی) کا کام ختم ہو گیا''

آپ ایک موعود وجود تھے اس لئے آپ نے بارہا تمام دنیا کے علوم کے ماہرین کو مقابلہ کی دعوت دی کہ قرآن پر اعتراض کریں آپ کے اعتراض کا جواب میں آپ کو قرآن سے ہی دوں گا اور علماء کو دعوت دی کہ میرے مقابلہ میں تفسیر لکھیں مگر کسی میں اتنی ہمت پیدا نہ ہوئی کہ مقابلہ کے لئے آگے آتا اور آتا بھی تو شکست بلاشبہ اس کا مقدر ہوتی چنانچہ آپ نے مقابلہ کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا۔

''صرف یہی نہیں کہ مسیح موعود میں ہی یہ بات تھی بلکہ آپ آگے بھی یہ بات دے گئے ہیں۔ اور آپ کے طفیل مجھے بھی قرآن کریم کے ایسے معارف عطا کئے گئے ہیں کہ کوئی شخص خواہ کسی علم کا جاننے والا ہو اور کسی مذہب کا پیرو ہو قرآن کریم پر جو چاہے اعتراض کرے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس قرآن کریم سے ہی اس کا جواب دوں گا۔ میں نے بارہا دنیا کو چیلنج کیا ہے کہ معارف قرآن میرے مقابلہ میں لکھو۔ حالانکہ میں کوئی مامور نہیں ہوں مگر کوئی اس کے لئے تیار نہیں ہوا اور اگر کسی نے منظور

کرنے کا اعلان بھی کیا تو بے معنی شرائط سے مشروط کر کے ٹال دیا مثلاً بند کمرہ ہو۔ کوئی کتاب پاس نہ ہو مگر اتنا نہیں سوچتے کہ اگر خیال ہے کہ میں پہلی کتب اور تفاسیر سے معارف نقل کرلوں گا تو وہی کتب تمہارے پاس بھی ہوں گی۔ تم بھی ایسا کر سکتے ہو۔ پھر اگر میں دوسری کتب سے نقل کردوں گا تو اپنے ہاتھ سے اپنی ناکامی ثابت کردوں گا۔ کیوں کہ میرا دعویٰ تو یہ ہے کہ نئے معارف بیان کروں گا۔ لیکن مقابلہ کے وقت جب پُرانی تفاسیر سے نقل کروں گا تو خود ہی میرے لئے شرمندگی اور ندامت کا موجب ہوگا۔ مگر میں جانتا ہوں کہ یہ سب بہانے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ کسی کو سامنے آنے کی جرأت ہی نہیں‘‘

پھر آپ نے 1936 میں فرمایا:

’’قرآن کریم کو وہ عظمت حاصل ہے جو دنیا کی کسی اور کتاب کو حاصل نہیں اور اگر کسی کا یہ دعویٰ ہو کہ اس کی کتاب بھی کسی اہمیت کی حامل ہے تو میں چیلنج دیتا ہوں کہ وہ میرے سامنے آئے۔ اگر کوئی تورات کا پیرو ہے تو میرے سامنے آئے۔ اگر کوئی انجیل کا پیرو ہے تو میرے سامنے آئے۔ اور قرآن کریم کا کوئی استعارہ میرے سامنے رکھ دے جس کو میں بھی استعارہ سمجھوں۔ پھر میں اس کا حل قرآن کریم سے ہی نہ کردوں تو وہ بے شک مجھے اس دعویٰ میں جھوٹا سمجھے۔ لیکن اگر پیش کردوں تو اسے ماننا پڑے گا کہ واقعہ میں قرآن کریم کے سوا دنیا کی کوئی کتاب اس خصوصیت کی حامل نہیں‘‘

پھر 1944ء میں آپ نے دنیا کو للکارا اور مقابلہ کرنے کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا:

’’اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتے کے ذریعہ مجھے قرآن کریم کا علم عطا فرمایا ہے۔ اور اس نے میرے اندر ایسا ملکہ پیدا کر دیا ہے کہ جس طرح کسی کو خزانہ کی کنجی مل جاتی ہے اسی طرح مجھے قرآنِ کریم کے علوم کی کنجی مل چکی ہے۔ دنیا کا کوئی عالم نہیں جو میرے سامنے آئے اور میں قرآن کریم کی افضلیت اس پر ظاہر نہ کرسکوں۔ یہ لاہور شہر ہے یہاں یونیورسٹی موجود ہے اور کئی کالج کھلے ہوئے ہیں۔ بڑے بڑے علوم کے ماہر یہاں پائے جاتے ہیں میں ان سب سے کہتا ہوں کہ دنیا کے کسی علم کا ماہر میرے سامنے آجائے۔ دنیا کا کوئی پروفیسر میرے سامنے آجائے۔ دنیا کا کوئی سائنسدان میرے سامنے آجائے وہ اپنے علوم کے ذریعہ قرآن کریم پر حملہ کر کے دیکھ لے۔ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسے ایسا جواب دے سکتا ہوں کہ دنیا تسلیم کرے گی کہ اس کے اعتراض کا رد ہوگیا اور میں دعویٰ کرتا ہوں کہ اللہ کے کلام سے ہی اس کا جواب دوں گا اور قرآن کریم کی آیات کے ذریعہ سے ہی اس کے اعتراضات کا رد کر کے دکھادوں گا‘‘

پھر ایک اور موقع پر آپ نے ببانگِ دُہل یہ اعلان فرمایا:

’’میں ساری دنیا کو چیلنج کرتا ہوں کہ اگر اس دنیا کے پردہ پر کوئی شخص ایسا ہے جو یہ دعویٰ کرتا ہو کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اسے قرآن سکھایا گیا ہے تو میں ہر وقت اس سے مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہوں۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ آج دنیا کے پردہ

پر سوائے میرے اور کوئی شخص نہیں جسے خدا تعالیٰ کی طرف سے قرآن کریم کا علم عطا فرمایا گیا ہو۔ خدا تعالیٰ نے مجھے علمِ قرآن بخشا ہے اور اِس زمانہ میں اُس نے قرآن سکھانے کے لئے مجھے استاد مقرر کیا ہے''

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

آپ کے دینی علم کے صرف اپنے ہی قائل نہیں غیر بھی رطب اللسان نظر آتے ہیں بلاشبہ یہ تمام تأثرات اس بات کا بیّن ثبوت ہیں کہ وہ وجود جس کے بارے میں حضرت مسیح موعودؑ نے پیش گوئی فرمائی تھی کہ اس کے آنے کا ایک یہ مقصد ہے کہ ''تا دین (حق) کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو'' وہ موعود وجود آپ ہی ہیں۔ علامہ نیاز فتح پوری صاحب جو کہ مشہور اہلِ قلم، محقق، ادیب اور ماہنامہ ''نگار'' کے مدیر تھے انہوں نے جب تفسیر...... کا مطالعہ کیا تو حضرت مصلح موعود کے نام اپنے ایک مکتوب میں لکھا:

''تفسیر جلد سوم آج کل میرے سامنے ہے اور میں اسے نگاہِ غائر سے دیکھ رہا ہوں۔ اس میں شک نہیں کہ مطالعہ قرآن کا ایک بالکل نیا زاویہ فکر آپ نے پیدا کیا ہے۔ اور یہ تفسیر اپنی نوعیت کے لحاظ سے بالکل پہلی تفسیر ہے۔ جس میں عقل و نقل کو بڑے حسن سے ہم آہنگ دکھایا گیا ہے۔ آپ کے تبحر علمی، آپ کی وسعتِ نظر، آپ کی غیر معمولی فکر و فراست، آپ کا حسنِ استدلال، اس کے ایک ایک لفظ سے نمایاں ہے۔ اور مجھے افسوس ہے کہ میں کیوں اس وقت تک بے خبر رہا کاش کہ میں اس کی تمام جلدیں دیکھ سکتا۔ کل سورہ ہود میں حضرت لوط علیہ السلام پر آپ کے خیالات معلوم کر کے جی پھڑک گیا اور بے اختیار یہ خط لکھنے پر مجبور ہو گیا۔ آپ نے جو پہلو اختیار کیا ہے اس کی داد دینا میرے امکان میں نہیں خدا آپ کو تا دیر سلامت رکھے''

انصاراللہ کو غور کرنا چاہئے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ:

''ہمیں ہمیشہ سنجیدگی سے غور کرنے کی کوشش کرتے رہنا چاہئے کہ کس طریق سے ہم اپنے عہد کو پورا کرتے ہوئے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے لئے اپنی صلاحیتیں اور استعدادیں بروئے کار لائیں۔ انصاراللہ کو غور کرنا چاہئے اور اپنے جائزے بھی لینے چاہئیں کہ کس حد تک ہم اپنے معیارِ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے لئے بڑھا سکتے ہیں۔ انصاراللہ کی عمر تو ایسی ہے جس میں ان کو نمونہ بننا چاہئے''

(قیادت تربیت مجلس انصاراللہ پاکستان)

مدیر کے قلم سے

راہ مولیٰ کے مسافر

یہ 1993ء کی بات ہے خاکسار جامعہ احمدیہ میں تدریس کے فرائض انجام دے رہا تھا۔ غالباً جون کا مہینہ تھا۔ جامعہ احمدیہ کے برآمدے میں ہال کے دروازے کے سامنے محترم مرزا محمد الدین ناز صاحب سے ملاقات ہوئی جو اس وقت مدیر ماہنامہ انصاراللہ بھی تھے۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارا سائنس اور قرآن کے موضوع پر فلاں مضمون تھا، وہ مجھے فوراً دو۔ اسے قرآن نمبر میں شائع کرنا ہے۔ میں نے بخوشی چند روز بعد یہ مضمون پیش کر دیا۔ اور یہ مضمون ماہنامہ انصاراللہ کے قرآن نمبر جولائی 1993ء میں شائع ہو گیا۔ یہ کوئی غیر معمولی بات نہیں تھی مگر اس کے بعد جو ہوا اس کے غیر معمولی اثرات قریباً دس سال تک جاری رہے۔

ہوا یوں کہ ٹنڈو آدم کے ایک مولوی صاحب نے اس قرآن نمبر کے خلاف 298-B کے تحت مقدمہ درج کروا دیا۔ ایف آئی آر میں رسالہ کے مینیجر، ایڈیٹر، پبلشرز اور تمام لکھنے والوں کے نام الگ الگ درج تھے۔ چنانچہ اس مقدمے کے سلسلے میں عدالتوں میں حاضری کے لئے سندھ اور کراچی کے ماہانہ سفروں کا ایک ایسا سلسلہ شروع ہوا جو 2003ء میں جا کر ختم ہوا۔ ان سفروں میں بہت سے احباب اور غیر از جماعت افراد کو قریب سے دیکھا اور اس طرح بہت کچھ سیکھنے کا موقع ملا۔ انسان کی زندگی میں پیش آنے والے سارے نشیب و فراز ہی اپنے اندر اس کی تعلیم و تربیت کا سامان رکھتے ہیں۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی صفت ربوبیت کے مظہر ہوتے ہیں۔ پھر یہ بھی کہ یہ اور اس جیسے دیگر بہت سے مقدمات مجلس انصاراللہ کی تاریخ کا ایک حصہ ہیں۔ جلد وہ زمانہ آئے گا جب لوگ ان مقدمات کی کہانیاں سن کر حیران ہوا کریں گے۔

مقدمہ درج ہونے کے بعد پہلا مرحلہ ضمانت قبل از گرفتاری ہوتا ہے۔ مکرم امیر صاحب کراچی کی زیر ہدایت مکرم سید علی احمد طارق صاحب ایڈووکیٹ نے کراچی ہائی کورٹ میں اس کے لئے درخواست دی جو جسٹس اسلم ارائیں صاحب کے سامنے پیش ہوئی۔ مجھے یاد ہے کہ اس پہلے مرحلے پر ہی ایک قابل ذکر واقعہ یہ پیش آیا کہ سرکاری وکیل نے جب ماہنامہ انصار اللہ کا قرآن نمبر ان کے سامنے پیش کیا تو انھوں نے سوال کیا کہ اس میں کیا بات خلاف قانون ہے۔ اس پر وکیل نے کہا کہ یہ سارا رسالہ ہی خلاف قانون ہے۔ جسٹس اسلم ارائیں صاحب نے کہا مجھے معیّن بات بتاؤ۔ وکیل نے اپنی پہلی بات پر اصرار کیا مگر جسٹس صاحب نہ مانے اور اسے کہا کہ رسالہ کھول کر مجھے وہ حصہ دکھاؤ جہاں خلاف ورزی کا ارتکاب کیا گیا ہے۔ سرکاری وکیل صاحب کی مشکل غالباً یہ تھی کہ وہ اس کیس کی تفاصیل پر حاوی نہیں تھے۔ جب جسٹس صاحب نے اپنی بات پر اصرار کیا تو وکیل نے یونہی بلا سوچے سمجھے رسالہ کھولا۔ اور ایک شہ سرخی پڑھ ڈالی جس میں ''فضائل قرآن کریم'' کے الفاظ آتے

تھے۔ جسٹس اسلم نے پوچھا کہ اس میں کیا بات غلط ہے۔ اس نے کہا یہی بات غلط ہے۔ عدالت میں جو لوگ توجہ سے کاروائی سن رہے تھے ان کے لئے صورت حال مضحکہ خیز تھی۔ جسٹس اسلم نے کچھ تلخی کے ساتھ سرکاری وکیل سے پوچھا کہ کیا آپ میرے سوال کا مطلب سمجھتے ہیں۔ اس نے اثبات میں جواب دیا۔ جسٹس اسلم نے کہا پھر اس کا انگریزی میں ترجمہ کرو۔ سرکاری وکیل خاموش ہوگیا۔ اور یہ خاموشی کچھ طویل ہوگئی۔ جسٹس اسلم پھر سید علی احمد صاحب طارق سے مخاطب ہوئے اور ان کو کہا کہ آپ اس کا انگریزی میں ترجمہ کریں۔ اس پر وہ فوراً بولے Exellences of the Holy Quran. جسٹس صاحب کا یہ طریق سماعت بڑا اچھا لگا کہ بات کو سمجھنا اور سمجھانا چاہتے تھے۔ اس سے مقدمے کی حقیقت آغاز ہی میں واضح ہوگئی۔ مدعی تو بے چارہ قریباً ان پڑھ تھا ہی، اس کے وکیل کی بے خبری اور کم فہمی کا پردہ بھی چاک ہوگیا اور یوں مقدمے کا بودا پن بھی ظاہر ہوگیا۔ غالباً اگلی ہی سماعت میں جسٹس اسلم ارائیں صاحب نے ضمانت منظور کرلی۔

کراچی ہائی کورٹ میں ضمانت کی منظوری کے بعد مقدمے کی سماعت کا آغاز ٹنڈو آدم میں ہونے لگا کیونکہ مدعی وہاں کا رہائشی تھا۔ سماعت کا لفظ تو محض رسمی طور پر استعمال کر رہا ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ ان دس سالوں میں سماعت شاید دس بار ہی ہوئی ہوگی۔ ضرورت صرف یہ تھی کہ جب کمرہ عدالت میں آپ کا نام پکارا جائے تو آپ اپنا ہاتھ بلند کرکے ثابت کرسکیں کہ آپ تا حال زندہ موجود ہیں اور حاضر ہیں۔ اس مختصر ترین فرض کی ادائیگی کی خاطر ربوہ سے ہم کم از کم پانچ افراد ہر ماہ مغرب سے ذرا پہلے بذریعہ سپر ایکسپریس روانہ ہوتے۔ خاکسار کے علاوہ ان احباب میں مکرم مرزا محمد الدین ناز صاحب، مکرم چوہدری محمد ابراہیم صاحب، مکرم قاضی منیر احمد صاحب اور مکرم مشہود احمد صاحب شامل تھے۔ فیصل آباد ریلوے اسٹیشن پر اسی گاڑی کے ساتھ کچھ اور ڈبے منسلک کئے جاتے۔ ہم ان ڈبوں میں منتقل ہوتے۔ نمازیں باجماعت ادا کرتے۔ رات کا کھانا کھا کر لیٹ جاتے۔ ٹرین پنجاب اور پھر سندھ کے میدانوں اور ویرانوں سے شور مچاتی ہوئی گزرتی۔ رات کے سناٹے میں ٹرین کا مسلسل شور ایک عجیب کیفیت پیدا کرتا تھا۔ گرد کا ایک طوفان اس کے ہمراہ چلتا تھا جو پندرہ سولہ گھنٹے میں ہمیں ظاہری طور پر بھی خاک کا پتلا بنا دیتا تھا۔ اب ان سفروں کی یاد سے یہ امید وابستہ ہے کہ کیا بعید ہے کہ خدا کی شان کریمی اس خاک کے باعث ہی آگ ہم پر حرام کردے اور اپنی رضا کی جنتوں میں داخل فرمالے۔ صبح نماز پڑھ کر فارغ ہوتے۔ دن کی کچھ روشنی ہوتی تو ہم روہڑی جنکشن پر ہوتے۔ وہاں یہ دیکھ کر حیرت اور افسوس ہوتا کہ پینے کا پانی بھی خاک آلودہ اور گدلا ہے۔ میرے ہم سفر دل کی تسلی کے لیے وہاں چائے پی لیتے تھے۔ ایک اخبار خریدتے اور باری باری اسے پڑھتے۔ پھر سفر کا اگلا مرحلہ شروع ہوتا جو دن کی روشنی میں طے ہوتا اور قریباً آٹھ گھنٹے بعد ہم کینٹ ریلوے اسٹیشن کراچی پہنچ جاتے۔ رات کو جلدی سوتے۔ اور صبح نماز فجر سے قبل سید علی احمد صاحب طارق کو ساتھ لیکر ٹنڈو آدم کے لئے روانہ ہوجاتے۔ ہمارے علاوہ بعض دیگر احمدی احباب بھی ہوتے جنہیں بعض دیگر مقدمات میں ملوث کیا گیا تھا۔ سید علی احمد طارق صاحب کئی مقدمات کی ایک ہی تاریخ لے لیا کرتے تھے۔ یہ تاریخی اعتبار سے اہم بات ہے کہ اکثر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کا نام بھی کمرہ عدالت سے پکارا

جا تا۔کیونکہ آپ کو بھی کئی مقدمات میں ملوث کیا گیا تھا۔بہر حال وہاں پیشی ہوتی جس میں بالعموم صرف حاضری لگتی۔مگر اس حاضری کے لیے ہمیں گھنٹوں انتظار کرنا پڑتا۔اس دوران مدعی اپنے بہت سے شاگردوں اور دیگر لوگوں کے ہمراہ احاطہ عدالت میں موجود ہوتا۔بہر حال حاضری کے بعد ہم واپس کراچی کے لیے روانہ ہوتے۔پھر اسی روز بذریعہ سپر ایکسپریس کراچی سے ربوہ کے لئے روانہ ہوتے اور اگلے روز دوپہر کے قریب ربوہ پہنچ جاتے۔یہ ایک سفر ڈھائی ہزار کلومیٹر سے زائد کا ہوتا۔اس سفر کے تمام انتظامات جماعتی طور پر ہوتے۔خدا تعالیٰ کے فضل سے تمام انتظامات اس طرح سے ہوتے کہ ہمیں خبر تک نہ ہوتی۔اور سفروں کا یہ سلسلہ چند سال نہیں بلکہ سالہا سال چلتا رہا۔آخری سفر ہم نے 2003ء میں کیا جب اس مقدمے کو داخل دفتر کر دیا گیا۔

اس مقدمے کی سماعت کو چند سال گزر چکے تھے۔مجھے ایک ہی سفر بار بار کرنا بہت مشکل لگتا تھا۔اس گردش ایام سے دل بہت گھبراتا تھا۔خواہش یہ تھی کسی طرح یہ ابتلا دور ہو۔ چنانچہ سید علی احمد طارق صاحب سے بھی اس کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا کوشش کر کے دیکھ لیتے ہیں۔جامعہ احمدیہ کے پرنسپل صاحب کی طرف سے ایک تحریر عدالت میں پیش کرتے ہیں جس میں یہ ذکر ہو کہ ہر ماہ ربوہ تا کراچی آمد و رفت میں تین چار دن صرف ہوتے ہیں جسکی وجہ سے طلباء کا بہت حرج ہوتا ہے اس لئے انہیں عدالت میں حاضری سے مستثنیٰ کر دیا جائے۔یہ ایک ایسی کوشش تھی جس میں کامیابی کا امکان بہت کم تھا مگر بہر حال میں نے آ کر محترم میر محمود احمد ناصر صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ کی خدمت میں یہ عرض کیا۔مذکورہ بالا مضمون پر مشتمل ایک عبارت انگریزی میں تحریر کی،اسے ٹائپ کروایا اور میر صاحب کے سامنے دستخط کے لیے پیش کر دی۔میر صاحب نے اس پر دستخط ثبت فرما دیئے۔میں یہ سرٹیفکیٹ اٹھا کر میر صاحب کو سلام کر کے چل دیا۔ابھی میر صاحب کے دفتر کے دروازے تک ہی پہنچا تھا کہ میر صاحب کی آواز آئی ذرا بات سنیں۔میں واپس آیا۔میر صاحب نے فرمایا مجھے ذرا سرٹیفکیٹ دکھائیں۔میں نے وہ انہیں دیا۔میر صاحب نے اسے میرے ہاتھ سے لیا اور چاک کر دیا۔میر صاحب کا یہ انداز نیا نہیں تھا اس لئے زیادہ حیرانی نہیں ہوئی۔اور میں اس میں مضمر گہری حکمتوں کو سمجھنے کی کوشش کرنے لگا ہی تھا کہ میر صاحب نے ارشاد فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ تمہارے لیے سفر کرنا اچھا ہے۔خدا تعالیٰ کی تقدیر تو مجھے پہلے ہی نظر آ گئی تھی اب میر صاحب کا بھی اس سے اتفاق دیکھا تو صبر و رضا کی قوت اور بھی بڑھ گئی اور خدا تعالیٰ کے فضل سے دس سال ان حالات میں گزر گئے۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ہم پر واجب ہے کہ اس نے ہمیں اس امتحان کے برداشت کرنے کی قوت بھی عطا کر دی۔یہ محض خدا تعالیٰ کا فضل و کرم تھا کہ دس سال کا یہ زمانہ خیر و عافیت کے ساتھ گزر گیا۔اکثر سفر بذریعہ ریل ہوتا تھا۔بعض مواقع پر جب فوری طور پہنچنا ضروری ہوتا یا کسی وجہ سے ریل گاڑی میں سیٹ ہی نہ ملتی تو ہوائی سفر بھی کرتے مگر ایسا کم ہوتا تھا۔بہر حال سفر کوئی بھی ہو کسی طرح بھی ہو بہت سے آراموں کو ترک کرنا پڑتا ہے۔خدا تعالیٰ کا فضل یہ ہے کہ اس طویل عرصہ میں کوئی بڑا ناخوشگوار واقعہ نہیں ہوا سوائے اس کے کہ ایسے بعض مواقع یاد ہیں جب کسی ویران ریلوے سٹیشن پر ٹرین چھ چھ سات سات گھنٹے

کھڑی رہتی ۔اور چودہ پندرہ گھنٹے کا سفر پورے ایک دن اور رات پر محیط ہو جاتا۔

مقدمے کی بلا کاروائی سماعتوں کے سلسلے کو چار پانچ سال گزر چکے تھے۔کوشش تھی کہ مقدمہ کراچی منتقل ہو جائے مگر اس میں کامیابی نہ ہوتی تھی۔یہاں تک کہ خدا نے ہماری مدد فرمائی۔مدعی نے ایک جلسہ میں احمدیوں کو واجب القتل قرار دیا۔یہ اعلان نیا نہیں تھا مگر نئی بات یہ ہوئی کہ یہ خبر اخبار میں شائع ہو گئی۔اور ہمارے وکیل محترم نے مقدمے کی کراچی منتقلی کے لیے اس بیان کی بنیاد پر درخواست دائر کی جو منظور ہو گئی۔اس کے نتیجے میں ہماری سفر کی کوفت کچھ کم ہو گئی۔اب ہم ربوہ سے کراچی اور کراچی سے ربوہ واپس آنے لگے۔اور اندرون سندھ عدالتوں میں حاضری کا سلسلہ ختم ہو گیا۔

آج جب ان دس سالوں کو یاد کرتا ہوں تو سب سے پہلے وہ لوگ یاد آتے ہیں جو ان سفروں میں ہمارے معاون و مددگار رہے۔ہمارے ریلوے سفر کے لئے ٹکٹوں کا انتظام سالہا سال تک فیصل آباد کے دوست محترم عبدالمنان صاحب مرحوم کرتے رہے۔یہ ریلوے میں ملازم رہے تھے اس لیے انھیں ٹکٹ آسانی سے مل جاتا تھا۔ہمیشہ ٹکٹ لے کر خود فیصل آباد کے ریلوے سٹیشن پر تشریف لاتے اور ٹکٹ ہمارے سپرد کرتے۔افسوس کہ ان کی زندگی نے وفا نہ کی اور ہمارے یہ سفر جاری ہی تھے کہ ان کی زندگی کا سفر اپنے اختتام کو پہنچ گیا۔کراچی پہنچ کر گیسٹ ہاوس کے تمام جزوقتی یا کل وقتی کارکنان سے لیکر مکرم امیر صاحب کراچی تک بڑے کھلے دل اور بشاش چہروں کے ساتھ ہر بار ہمارا استقبال کرتے۔ایک عرصے تک مکرم راجہ مبارک احمد صاحب ہمیں بذریعہ وین کراچی سے ٹنڈو آدم لیکر جاتے اور واپس لیکر آتے۔اور پھر سب سے بڑھ کر مکرم سید علی احمد صاحب طارق ایڈووکیٹ (ابن حضرت مولانا سید احمد علی شاہ صاحب) کمرہ عدالت میں ہمارے وکیل ہوتے مگر باہر نکلتے ہی ایک بہت بے تکلف دوست بن جاتے۔ان کی باغ و بہار طبیعت اور ان کے بیان کردہ لطائف سفر کی کوفت کو شگفتگی میں بدل دیتے۔محترم چوہدری احمد مختار صاحب امیر جماعت کراچی سے ہر بار نماز مغرب سے ذرا پہلے گیسٹ ہاوس کی بالائی منزل پر واقع ان کے دفتر کے باہر لان میں ملاقات ہوتی۔وہ چائے ضرور پلواتے، کوئی نہ کوئی عارفانہ بات کرتے۔سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشادات بیان کر کے ہمارا حوصلہ بڑھاتے اور ہماری دلجوئی فرماتے۔محترم مرزا عبدالرحیم بیگ صاحب نائب امیر کراچی نہ صرف گیسٹ ہاوس میں ملتے بلکہ ان سے احاطہ عدالت میں بھی کبھی کبھی ملاقات ہو جاتی۔پیشہ کے لحاظ سے وکیل تھے اور اپنے علم کے ساتھ ساتھ بہت زندہ دل اور خوش مزاج انسان تھے۔اسی طرح اور بہت سے احباب تھے جو کسی نہ کسی طرح ہمارے معین و مددگار ثابت ہوتے۔اللہ تعالیٰ انہیں بے حد جزاء عطا فرمائے۔آمین

اس مقدمے کے دوران نظام انصاف کی حالت زار کا بہت قریب سے مشاہدہ کرنے کا موقع بھی ملا۔بڑی بڑی عدالتوں کے کمرے بنیادی سہولتوں سے محروم ہیں۔میں نے ایسا بھی دیکھا کہ جج اپنی کرسی پر بیٹھ کر کسی تحریر کا مطالعہ کرنے کے لیے اسے اٹھا کر اس روشنی کی طرف کرتا جو اس کی پشت پر موجود ایک بہت بڑی کھڑکی سے آ رہی ہوتی تھی۔کھڑکی سے صرف روشنی ہی نہیں آتی بلکہ ہر زندہ و مردہ چیز آ سکتی تھی کیونکہ اس پر کوئی جالی نہیں تھی۔صاحبان انصاف کو کرسی پر بیٹھے ہوئے یا فیصلہ کر

کے گھر جاتے ہوئے کوئی تحفظ مہیا نہیں ۔عدالتی کاغذات کی زبان ایسی ہے جو ایک عام آدمی تیز روشنی میں بھی نہیں پڑھ سکتا۔میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ آخر عدالتوں میں اردو زبان کو رائج کرنے کی کوئی کوشش کیوں نہیں کی جاتی ۔اگر ایسا ہو جائے تو میرے وطن میں ہزاروں ایسے صاحبان فکر و نظر ہیں جنھیں اس منصب پر فائز کیا جا سکتا ہے ۔بہر حال اس تجزیہ کی طوالت بھی قارئین کے ساتھ ایک ناانصافی ہو سکتی ہے کیونکہ اس تحریر کا بنیادی موضوع یہ نہیں ہے اس لئے اس کو یہیں ختم کرتا ہوں ۔

اس مقدمے کو جاری ہوئے قریباً نو سال ہو چکے تھے ۔ان نو سالوں پر اگر ایک نظر ڈالی جائے تو ایک بات یہ بھی قابل ذکر ہے کہ مدعی کے ساتھ آنے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہوا کرتی تھی ۔جیسا کہ شروع میں ذکر ہوا ہے کہ مدعی احاطہ عدالت میں اپنے شاگردوں کے ہجوم میں کھڑا ہوتا تھا۔پھر رفتہ رفتہ ان کی تعداد کم ہونے لگی ۔اور پھر وہ وقت بھی آیا کہ یہ صاحب تنہا عدالت میں موجود ہوا کرتے تھے ۔خدا نے اسی پر بس نہیں کی بلکہ آخری تاریخوں میں ہمیں ایک ایسا نظارہ دکھایا جو ہمارے دلوں کی تسلی کا موجب ہوا ۔ایمان میں ترقی کا باعث ہوا۔ہوا یوں کہ ان آخری تاریخوں میں سے کسی ایک تاریخ پر کراچی سٹی کورٹ میں حسب معمول حاضر ہوئے ۔سید علی احمد صاحب طارق وہاں پہلے سے موجود تھے اور ہمارا انتظار کر رہے تھے ۔ان کے ہمراہ جو احباب تھے ان میں ایک تیس پینتیس سال کے خوش شکل باریش نوجوان بھی موجود تھے ۔سید علی احمد طارق صاحب نے ان کا تعارف کروایا کہ یہ مدعی کے شاگرد ہوا کرتے تھے ۔مگر اب خدا تعالیٰ کے فضل سے چند سالوں سے احمدیت قبول کر چکے ہیں ۔اور خدام الاحمدیہ کے ایک فعال عہدے دار ہیں ۔مدعی بھی ہمارے بالمقابل کچھ فاصلے پر موجود تھا۔وہ تنہا کھڑا تھا۔ہمارے ساتھ بہت سے احباب تھے ۔اور ان میں ان کا سابق شاگرد ایمان کی دولت سے مالا مال کھڑا تھا۔قرآن کریم کے محاورے کے مطابق فریق مخالف کی زمین تنگ ہو رہی تھی ۔اور ہمیں خدا وسعتیں عطا کر رہا تھا۔

مقابلہ مضمون نویسی سہ ماہی چہارم 2016ء

مجلس انصاراللہ پاکستان کے زیر اہتمام مقابلہ مضمون نویسی سہ ماہی چہارم 2016ء کا عنوان درج ذیل ہے ۔

’’حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننا کیوں ضروری ہے؟‘‘

(مضمون کے الفاظ کی تعداد 3000 تا 4000 ہیں)

زیادہ سے زیادہ انصار بھائیوں سے اس مقابلہ میں شمولیت کی درخواست ہے ۔مضامین قیادت تعلیم مجلس انصاراللہ پاکستان میں 15دسمبر 2016ء تک پہنچا کر ممنون فرماویں ۔نیز مضمون نگار سے یہ درخواست ہے کہ اپنے موبائل نمبر واٹس ایپ نمبر ضرور درج فرمائیں تا کہ انہیں مضمون کی رسیدگی کی اطلاع فوراً حاصل ہو سکے ۔جزاکم اللہ احسن الجزاء

قائد تعلیم مجلس انصاراللہ پاکستان

مکرم ڈاکٹر احسان اللہ خان صاحب ۔ لاہور

موٹاپے کے مہلک اثرات

موٹاپا کئی بیماریوں کو انسانی جسم پر حملہ آور ہونے کا موقع فراہم کرتا ہے۔ چند کلوگرام وزن زیادہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جسم کی شریانوں کی طوالت کئی میل زیادہ ہو گئی ہے۔ اس سے خون کی فراہمی کا کام بہت بڑھ جاتا ہے جس کا بوجھ دل کو اٹھانا پڑتا ہے۔ موٹاپے کی وجہ سے دل کی خون کی نالیوں میں چربی کی تہیں چڑھ جاتی ہیں اور ان کے اس طرح تنگ ہو جانے کی وجہ سے دل کو خون کی فراہمی کم ہو جاتی ہے۔ موٹاپا بذات خود بیماری ہے اور بہت سی پیچیدہ بیماریوں جیسے ہائی بلڈ پریشر اور ذیابیطس وغیرہ کا باعث بھی ہے۔ یہ دو بیماریاں نہ بھی ہوں تو موٹاپا اکیلا ہی انسانی جسم پر بہت بری طرح اثر انداز ہوتا ہے۔ زندگی حرکت کا نام ہے اگر حرکت مشکل ہو جائے تو زندگی ایک بوجھ بن جاتی ہے۔ یہ اس لئے ہوتا ہے کہ موٹاپے کی وجہ سے

1) جسم میں آکسیجن کی طلب بڑھ جاتی ہے۔

2) جسم کے اندر کاربن ڈائی آکسائیڈ زیادہ بننے لگتی ہے۔

لہذا جسم اپنی ضروریات پوری کرنے کے لئے زیادہ اور تیز کام کرنا چاہتا ہے۔ انسان تیز تیز سانس لینے لگتا ہے اور تھوڑی دیر میں سانس پھولنے لگتا ہے کیونکہ اس نے آکسیجن زیادہ لینی ہے اور کاربن ڈائی آکسائیڈ جو کہ زیادہ بن چکی ہے جلدی سے باہر نکالنی ہے۔

سینے کے اوپر چڑھی چربی کی تہیں چھاتی کو سانس اندر کھینچتے وقت کھلنے نہیں دیتیں۔ بڑھا ہوا پیٹ نظام تنفس کے ایک بڑے پٹھے (Muscle) جو کہ ایک چادر کی طرح پیٹ اور چھاتی کے درمیان ہوتا ہے کو جسے ڈایافرام Diaphragm کہتے ہیں کو اوپر کی طرف دھکیلتا ہے جس کی وجہ سے پھیپھڑوں کا پھیلاؤ سانس لیتے وقت کم ہو جاتا ہے اس بنا پر خاص طور پر سیدھے لیٹے ہوئے سانس لینے میں دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ کیونکہ پھیپھڑے سانس اندر لیتے وقت کم کھلتے ہیں، اس کی وجہ سے پھیپھڑوں کے کام کرنے کی استعداد کم ہو جاتی ہے۔ ہوا کی تھیلیاں پوری طرح آکسیجن سے بھر نہیں پاتیں۔ اور یوں پورا جسم آکسیجن کی کمی کا شکار ہو کر لاغر ہو جاتا ہے۔ آکسیجن کی کمی اور کاربن ڈائی آکسائیڈ کی زیادتی سے ہونٹ اور ہاتھ پاؤں نیلے ہونے شروع ہو جاتے ہیں اور اس وجہ سے خون میں سرخ جسیمے (RBC) بہت زیادہ تعداد میں بننے شروع ہو جاتے ہیں۔ دل کا دایاں حصہ زیادہ دباؤ میں آجاتا ہے۔ انسان کو نیند کم آنے لگتی ہے۔ ایسے لوگوں کا دماغ میں سانس لینے کا مرکز کمزور ہو جاتا ہے۔ اور خاص طور پر سوتے وقت سانس لینے میں رکاوٹ شروع ہو جاتی ہے جسے خراٹے کہتے ہیں۔ زبان گلے میں

پیچھے کی طرف گرنے سے سانس کی نالی بند ہونے کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔اسے میڈیکل کی زبان میں Obstructive Sleep Apnea Syndrome (OSAS) کہتے ہیں۔مریض اکثر منہ خشک ہونے اور جلدی نیند سے بیدار ہوجانے کی شکایت کرتا ہے۔مریض کو اونگھ زیادہ آنے لگتی ہے۔بیوی اکثر اپنے خاوند کے نیند میں سانس رک جانے کی شکایت کرتی ہے اور اس کے خراٹوں کی بنا پر ازدواجی تعلقات پر بہت بُرا اثر پڑتا ہے۔مغرب میں تو بات طلاق تک جا پہنچتی ہے۔ Obstructive Sleep Apnea Syndrome کی وجہ سے ہائی بلڈ پریشر، آکسیجن کی کمی، دل کی دھڑکن کی بے قاعدگی، دل کا دورہ، پھیپھڑوں میں پانی بھر جانا اور حتیٰ کہ فالج وغیرہ ہو سکتے ہیں۔دل کا کام بڑھ جاتا ہے۔کیونکہ خون کی نالیوں میں چربی بڑھ جانے سے دل کی خون کی سپلائی کم ہو جاتی ہے۔صرف 3 منٹ آکسیجن مکمل طور پر نہ ملے تو موت واقع ہو جاتی ہے۔

موٹاپے کے اثرات معدے اور جگر پر بھی بہت بُرے پڑتے ہیں۔معدے کی تیزابیت واپس خوراک کی نالی میں آنی شروع ہوجاتی ہے۔جس کی وجہ سے خوراک کی نالی میں جلن زیادہ ہوجاتی ہے۔معدے کا کینسر ہونے کے امکانات زیادہ ہوجاتے ہیں۔معدے اور چھاتی کے درمیان حائل چادر نما میں ہرنیا (Hernia) ہوجاتا ہے۔یعنی یہ جزوی طور پر پھٹ جاتا ہے اور معدے سے کچھ اوپر آکر چھاتی میں پھنس جاتا ہے۔اسی طرح جگر میں چربی زیادہ جمع ہوجانے سے اس کے افعال بھی متاثر ہوتے ہیں۔

اب تک کی تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ موٹاپا ایک نہایت ہی خطرناک مرض ہے جو کہ انسان کی روزمرہ کی زندگی کو بے کیف، بے لذت اور طرح طرح کی بیماریوں کی آماجگاہ بنا دیتا ہے۔اس لئے ہر موٹا انسان اپنے وزن کو کم کرنے کی جلد سے جلد کوشش کرے تاکہ نہ صرف اس کی اپنی بلکہ اس کے خاندان اور بیوی بچوں کی زندگی بھی پر کیف اور لذت و سرور سے بھرپور رہو اور وہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ نعماء سے پورا فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک فعال اور مفید زندگی گزار سکے۔

موٹاپے سے نجات کیسے ملے؟

سب سے پہلے تو یہ عزم کریں کہ میں نے اس موذی مرض سے ہر حال میں چھٹکارا حاصل کرنا ہے۔اور یہ عزم اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتے ہوئے کریں ...... کہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔

اپنی خوراک میں تین چیزوں میں کمی کر دیں۔

1۔چکنائی 2۔سفید چینی 3۔چاول۔

بازاری کھانے، کڑاہی گوشت، تکے وغیرہ بند کر دیں۔اس طرح سفید چینی کو بھی کم کر دیں۔یہ White Poison یعنی سفید زہر ہے۔فائدے سے زیادہ نقصانات ہیں۔زیادہ چاول بھی موٹاپے کو بڑھاتے ہیں کیونکہ ان میں

نشاستہ زیادہ ہوتا ہے۔اس لئے کم استعمال کریں۔اس کے علاوہ بیکری کی چیزیں بھی موٹاپے کا باعث ہیں۔کولڈ ڈرنکس بالکل بند کریں۔کیونکہ ان میں محض چینی ہوتی ہے جونقصان دہ ہے۔گوشت کا استعمال کم کریں۔اس کی بجائے سبزیاں اور پھل زیادہ استعمال کریں۔ورزش،سیر،یوگا کو اپنے لئے لازم کرلیں جیسے سانس کے بغیر زندگی ختم ہو جاتی ہے بالکل اسی طرح اپنے روز مرہ کے معمولات میں اسے اپنالیں۔

اگر بھوک زیادہ لگتی ہوتو اس کا الگ علاج کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔اور اس علاج کا پہلا مرحلہ یہ ہے کہ اپنی غذا کو متوازن بنایا جائے۔یعنی یہ معلوم کریں کہ کون سی چیز آپ زیادہ کھا رہے ہیں اور کس چیز کی کمی کا شکار ہیں۔مثلاً دیکھا گیا ہے کہ مناسب مقدار میں پروٹین نہ کھائی جائے تو بھوک زیادہ لگتی ہے۔اسی طرح زیادہ بھوک لگنے سے پہلے اگر تھوڑی سی مقدار میں کوئی چیز کھالی جائے تو بسیار خوری سے بچنا آسان ہو جاتا ہے۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ مومن کم خور ہوتا ہے اور کافر بسیار خور ہوتا ہے۔

ان تمام ہدایات پر مستقل مزاجی سے عمل کرنا شروع کردیں کچھ ہفتوں میں ہی انشاءاللہ اپنے اندر نمایاں تبدیلی محسوس کرنا شروع کردیں گے اور ایک دفعہ پھر یہ دنیا آپ کو جنت نظر آنا شروع ہو جائے گی۔آپ کی جسمانی اور روحانی دونوں حالتوں میں ایک نیا رنگ بھرنا شروع ہو جائے گا۔یاد رکھیں کہ موٹاپے کا شکار ایک بسیار خور انسان دیگر معمولات میں سست ہونے کے ساتھ ساتھ عبادات کا بھی پورا حق ادا نہیں کرسکتا کیونکہ عبادت بھی جسمانی صحت اور مستعدی کا تقاضا کرتی ہے۔

اللہ کرے کہ موٹاپے کا شکار ہر انسان ان ہدایات پر عمل کرتے ہوئے اپنے لئے اور بیوی بچوں کے لئے اپنے نفس پر رحم کرے اور یہ جسم جو کہ خدا کی ایک بے مثال امانت ہے کا حق ادا کرتے ہوئے اپنے رب کے حضور بھی سرخرو ہو اور اس کی رضا کی جنتوں کا وارث بنے۔آمین!

چاندی کی طرح چمکتی ہوئی جگہ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”اور مجھے ایک جگہ دکھلادی گئی کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہوگی۔ایک فرشتہ میں نے دیکھا کہ وہ زمین کو ناپ رہا ہے تب ایک مقام پر اس نے پہنچ کر مجھے کہا کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہے۔پھر ایک جگہ مجھے ایک قبر دکھلائی گئی کہ وہ چاندی سے زیادہ چمکتی تھی اور اس کی تمام مٹی چاندی کی تھی۔تب مجھے کہا گیا کہ یہ تیری قبر ہے۔اور ایک جگہ مجھے دکھلائی گئی اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا۔اور ظاہر کیا گیا کہ وہ ان برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں“

(نائب صدر صف دوم مجلس انصاراللہ پاکستان)

قیادت عمومی مجلس انصاراللہ پاکستان

مجالس انصاراللہ کی مساعی

ریفریشر کورسز،میٹنگز، اجلاسات واجتماعات

17 جولائی: نظامت ضلع اسلام آباد کے زیر اہتمام ضلعی علمی ریلی کا انعقاد کیا گیا۔تلاوت، نظم، تقریر معیار خاص، معیار عام، تقریر فی البدیہہ، مقابلہ حفظ قرآن، بیت بازی، مقابلہ پرچہ قرآن کریم، جلد 17 اور مقابلہ پرچہ دینی معلومات کروائے گئے۔تقسیم انعامات کی تقریب مورخہ 6/اگست کو منعقد ہوئی۔11 مجالس کے 70 انصار نے شمولیت کی۔

24 جولائی: مجلس چک نمبر 96 گ ب صریح کا اجلاس عام ہوا۔ماہنامہ انصاراللہ کے مطالعہ کی اہمیت اور انصاراللہ کی ذمہ داریاں کے موضوع پر تقاریر کی گئیں۔کلو اجمیعًا کا پروگرام بھی ہوا۔حاضری 40 رہی۔

24 جولائی: نظامت ضلع کراچی کے نائب زعماء صف دوم کا ریفریشر کورس بمقام دارالنصر کراچی میں منعقد ہوا۔کورس کی صدارت مکرم نائب ناظم اعلیٰ صف دوم نے کی۔نائب زعما صف دوم کو ٹارگٹ دیا گیا کہ اپنی اپنی مجالس کے ممبران عاملہ کا جائزہ لیں اور پہلے قدم کے طور پر مجلس کے سوفیصد ممبران کو نظام وصیت میں شامل کریں۔حاضری 24 رہی۔

31 جولائی: مجلس سروبہ گارڈن لاہور کا اجلاس عام منعقد ہوا۔خلافت اور دعوت الی اللہ کے موضوعات پر تقاریر کی گئیں۔مکرم ہدایت اللہ خالد صاحب بلاک انچارج بطور نمائندہ ضلع شامل ہوئے۔

6 اگست: نظامت علاقہ راولپنڈی کے زیر اہتمام خدام سے انصار کی تنظیم میں آنے والوں کے اعزاز میں استقبالیہ تقریب منعقد ہوئی۔مکرم ناظم صاحب اعلیٰ علاقہ، ناظم صاحب اعلیٰ ضلع اور مکرم امیر صاحب نے خطاب کیا۔

6 اگست: مجلس ملتان غربی کے عہدیداران کی میٹنگ ہوئی۔مرکز سے مکرم خواجہ مظفر احمد صاحب قائد عمومی اور مکرم عبدالسمیع خان صاحب قائد اصلاح وارشاد نے شرکت کی۔شعبہ جات کا جائزہ لے کر ہدایات دی گئیں۔حاضری 24 رہی۔

7 اگست: نظامت ضلع ملتان اور زعامت علیاء ملتان شرقی کے عہدیداران کی میٹنگ ہوئی۔مرکز سے مکرم قائد صاحب عمومی اور مکرم قائد صاحب اصلاح وارشاد نے شرکت کی۔عہدیداران کی کارکردگی کا جائزہ لے کر ہدایات دی گئیں۔کل حاضری 54 رہی۔

7 اگست: نظامت علاقہ بہاولپور اور ضلع بہاولپور کی میٹنگ ہوئی۔مکرم منور احمد تنویر صاحب معاون صدر نے شرکت کی اور

شعبہ جات کا جائزہ لیکر ضروری ہدایات دیں۔مجموعی حاضری 31 رہی۔

8 اگست: مجلس مقامی ربوہ کے زیر اہتمام ایوان ناصر کے ہال میں ''وصیت'' کے موضوع پر سیمینار منعقد ہوا۔مکرم محمد محمود طاہر صاحب نائب صدر صف دوم نے خطاب کیا اور مکرم زعیم صاحب اعلیٰ نے وصیت سے متعلق دلچسپ واقعات سنائے۔حاضری 43 حلقہ جات سے 145 انصار رہی۔

20 اگست: ضلع چنیوٹ کے عہدیداران (عاملہ و زعماء) کی میٹنگ منعقد ہوئی۔مرکز سے مکرم قائد صاحب عمومی نے شرکت کی۔کاموں کی تفصیل کے ساتھ جائزہ لیکر ضروری امور کی راہنمائی کی گئی۔حاضری 22 رہی۔

21 اگست: نظامت علاقہ ڈیرہ غازی خان کی سالانہ سپورٹس ریلی ضلع لیہ میں منعقد ہوئی۔بین الاضلاع مختلف مقابلہ جات میں پوزیشن حاصل کرنے والوں کو انعامات دیئے گئے۔مرکزی نمائندہ مکرم قائد صاحب عمومی نے ایمان افروز واقعات بیان کئے اور علاقہ کی حوصلہ افزا کوشش کو سراہتے ہوئے ضروری امور کی طرف توجہ دلائی اور تقسیم انعامات کے ساتھ کھلاڑیوں کی حوصلہ افزائی فرمائی۔حاضری 125 رہی۔

میڈیکل کیمپس و خدمت خلق (ایثار)

ماہ جون: مجلس دارالسلام لاہور نے 13 گھرانوں میں راشن پیکٹس اور 11 جوڑے مستحقین میں تقسیم کئے اور 50 مرکز بھجوائے۔

ماہ جولائی: مجلس مقامی ربوہ نے دوران ماہ 1737 مریضوں کی عیادت کی، 28 میڈیکل کیمپس کے ذریعہ 2305 مریضوں کو ادویات دیں، 6 انصار نے خون کا عطیہ دیا اور 548 مستحقین کو مبلغ 103845 روپے کی مالی مدد دی۔ایک عدد فارم عطیہ چشم بھی موصول ہوا اسی طرح انگریزی ادویات کی ایک کھیپ بھی مرکز بھجوائی۔

ماہ جولائی: مجلس دہلی گیٹ لاہور نے دوران ماہ 2 بکروں کا صدقہ دیا، ہسپتال کا دورہ کر کے مریضان میں 350 پیکٹس (کھلونوں، بسکٹ، جوس اور غبارے) تقسیم کیے۔عید کے موقع پر 100 عید تحائف، 10000 روپے نقد اس کے علاوہ 10 سوٹ اور 10 تھیلے راشن بھی تقسیم کیا۔

ماہ جولائی: مجلس مغلپورہ لاہور نے 173 مستحقین کو کھانا کھلایا، 10 سوٹ غرباء میں تقسیم کئے، 4 میڈیکل کیمپس کے ذریعہ 103 مریضوں کو ادویات دیں اور ایک احمدی مستحق خاندان کو فریج لے کر دیا۔

ماہ جولائی: مجلس بیت النور لاہور نے عید الفطر کے موقع پر چلڈرن ہسپتال اور گلاب دیوی ہسپتال کا دورہ کیا۔3 انصار پر مبنی وفد عید کے دوسرے روز 50 پیکٹ تحائف (جوس، بسکٹ، چپس وغیرہ کے) مریضوں میں نقد عیدی کے ساتھ تقسیم کئے۔

میڈیکل کیمپ میں 15 مریضوں کو ادویات دیں، 100 مستحقین کو 20000 روپے کی مالی مدد دی اور 200 کلو راشن تقسیم کیا۔

ماہ جولائی: نظامت ضلع فیصل آباد نے دوران ماہ مختلف مقامات پر 5 میڈیکل کیمپس لگا کر 173 مریضوں کو ادویات دیں، مجالس کی سطح پر 12 میڈیکل کیمپس لگائے جن میں 13 ڈاکٹرز اور 72 انصار نے حصہ لے کر 865 مریضوں کو ادویات دیں، ایک ناصر نے خون کا عطیہ دیا، 15 مجالس نے 940 کلو گندم اور 590 کلو راشن غرباء میں تقسیم کیا، 91 سوٹ مستحقین میں تقسیم کئے اور 358410 روپے کی مالی مدد کی۔

ماہ جولائی: مجلس مقامی ربوہ کے زیر انتظام محلّہ دارالنصر وسطی کے 4 انصار نے عطیہ چشم کے فارم پُر کر کے مرکز بھجوائے۔

ماہ جولائی: میں مجلس ماڈل کالونی کراچی نے 85 نئے ملبوسات مرکز بھجوائے اور 16 جوڑے مستحقین میں تقسیم کئے۔ بمقام R-38 اتفاق کالونی میں 4 میڈیکل کیمپ لگائے گئے جن میں کل 1548 مریضان کو ادویات دی گئی۔

ماہ جولائی: مجلس لانڈھی کراچی کے ہومیو ڈاکٹر مکرم رفیع صاحب نے اپنے کلینک میں 45 مریضوں کو مفت ادویات دیں۔

ماہ جولائی: نظامت ضلع عمرکوٹ نے 2 من گندم، 40 جوڑے مردانہ و زنانہ، راشن پیکٹ اور مبلغ 18300 روپے مستحقین کو مالی مدد دی۔

ماہ جولائی: نظامت ضلع حافظ آباد نے مورخہ 3 جولائی اور 17 جولائی کو دو میڈیکل کیمپس بمقام رام نارڑ، جید کے میں لگائے جن میں مجموعی طور پر 202 مریضوں کو ادویات دی گئیں۔ میڈیکل کیمپس کے علاوہ 7 ڈاکٹرز نے اپنے اپنے کلینکس پر 40 مریضوں کو ادویات دیں۔

8 جولائی: نظامت اعلیٰ ضلع چکوال کے زیر اہتمام دوالمیال میں 2 میڈیکل کیمپس لگائے گئے جن میں مکرم ڈاکٹر خرم گل صاحب نے ربوہ سے آئے ہوئے دو ڈاکٹرز کے ہمراہ 278 مریضوں کو ادویات دیں۔ ماہ اپریل سے متواتر ہر ماہ انہیں دو ڈاکٹرز کی ٹیم کے ہمراہ ماہانہ اوسط 150 مریضوں کا معائنہ اور ادویات دی جاتی ہیں۔

24 جولائی: کو مجلس ماڈل کالونی کراچی نے ملیر توسیعی کالونی میں اجتماعی وقارِ عمل کیا جس میں 30 انصار نے حصہ لیا۔

24 جولائی: مجلس بیت التوحید لاہور کے زیر اہتمام فضل عمر ہسپتال ربوہ میں امراض جلد کیلئے ایک کیمپ کا انعقاد کیا گیا جس میں ربوہ اور بیرون ربوہ کے 236 مریضوں نے معائنہ و تشخیص کے بعد ادویات حاصل کیں۔

24 جولائی: کو مجلس بھاٹی گیٹ لاہور کے زیر اہتمام ''منظور پارک بند روڈ'' پر میڈیکل کیمپ لگایا گیا جس میں 102 مریضوں کو ادویات دی گئیں۔ میڈیکل کیمپ کے علاوہ بھی 125 مریضان کا مقامی کلینک میں مفت علاج کیا گیا۔

31 جولائی: نظامت ضلع کراچی نے دوران ماہ 2 میڈیکل کیمپس کے ذریعہ 123 مریضوں کو ادویات دیں۔

31 جولائی: میں مجلس ماڈل کالونی کراچی کے زیر اہتمام سفاری پارک میں اجتماعی وقار عمل کیا گیا۔اس کے بعد تیز چلنے کا مقابلہ صف اول، صف دوم ہوا۔حاضری 43 رہی۔

31 جولائی: مجلس واپڈا ٹاؤن لاہور کے زیر اہتمام ''منڈی فیض آباد'' میں میڈیکل کیمپ لگایا گیا جس میں 35 مریضوں کو ادویات دی گئیں۔

31 جولائی: مجلس اسلام آباد کے زیر اہتمام 2 میڈیکل کیمپس لگائے گئے جن میں 27 مریضوں کو ادویات دی گئیں۔علاوہ ازیں 10 مستقل امراض میں مبتلا مریضان کے مستقل فری چیک اپ و ادویات کے لئے انتظام کیا گیا۔ایک ناصر کے عطیہ چشم کا فارم پُر کر کے مرکز بھجوایا گیا۔

28 اگست: کو نظامت ضلع فیصل آباد کی طرف سے ششماہی رپورٹ موصول ہوئی جس کے مطابق مختلف مقامات پر 50 میڈیکل کیمپس لگائے گئے جن میں 52 ڈاکٹرز نے اپنی خدمات پیش کرتے ہوئے 5343 مریضوں کو ادویات دیں، 11 مجالس میں فرسٹ ایڈ باکس موجود ہیں جن سے مریضان استفادہ کر رہے ہیں، 17 انصار نے عطیہ خون دیا اور 21 انصار نے عطیہ چشم کے فارم پُر کئے۔

وقار عمل

31 جولائی: مجلس گلزار ہجری کراچی کے 42 انصار نے ضلعی انتظام کے تحت ہونے والے اجتماعی وقار عمل میں حصہ لیا۔بعد میں واک بھی ہوئی جس میں 9 انصار نے حصہ لیا۔

31 جولائی: نظامت ضلع کراچی کے زیر اہتمام ''سفاری پارک'' میں اجتماعی وقار عمل کیا گیا۔وقار عمل ایک گھنٹہ جاری رہا۔30 مجالس کے دو گروپس بنا کر پارک کی صفائی کی گئی۔وقار عمل کی سوشل میڈیا (twitter) کے ذریعہ دس ہزار افراد تک تشہیر ہوئی۔حاضری 427 رہی۔

ذہانت و صحت جسمانی

17 جولائی: مجلس لاڑکانہ شہر کی سپورٹس ریلی منعقد ہوئی۔نشانہ غلیل، میوزیکل چیئر، دوڑ، رسہ کشی اور والی بال کے مقابلہ جات کروائے گئے۔جن میں 18 کھلاڑیوں نے حصہ لیا۔مکرم امیر صاحب ضلع اور مکرم ناظم اعلیٰ صاحب ضلع نے شمولیت کی۔

17 جولائی: مجلس النور کراچی کے زیر اہتمام کلائی پکڑنا، میوزیکل چیئر اور مشاہدہ معائنہ کے مقابلہ جات منعقد ہوئے۔12 انصار نے مقابلہ جات میں حصہ لیا۔

17 جولائی: نظامت ضلع کراچی کے زیر انتظام بیت الرحمٰن میں والی بال ٹورنامنٹ کا انعقاد ہوا۔7 مجالس کے 19 کھلاڑیوں نے حصہ لیا۔

10 جولائی: مجلس گکھڑ منڈی کی پکنک دریائے چناب پر ہوئی۔شاملین کی چکن بریانی اور آموں وغیرہ سے تواضع کی گئی۔

10 جولائی: مجلس گلشن پارک لاہور کے زیر اہتمام ’جلو پارک‘ میں عید ملن و مینگو پارٹی کا پروگرام منعقد ہوا۔چاروں حلقہ جات کے زعماء کرام کو شمولیت کی دعوت تھی۔احباب کی آموں اور کچی لسی سے تواضع کی گئی۔مکرم چوہدری شفیق احمد صاحب نے صحت کے موضوع پر لیکچر دیا جبکہ مکرم محمد افضل قمر صاحب نے دعا کروائی۔حاضری 25 انصار رہی۔

22 تا 24 جولائی: نظامت ضلع سرگودہا کے زیر اہتمام 3 روزہ **پکنک** کا پروگرام منعقد ہوا۔میرپور آزاد کشمیر، ایوبیہ اور خانس پور میں مختلف جگہوں کی سیر کی گئی۔مجلس عاملہ کے 10 انصار نے شرکت کی۔

31 جولائی: مجلس بھاٹی گیٹ لاہور کی **پکنک و مینگو پارٹی** ”مقبرہ جہانگیر“ میں منعقد ہوئی۔انصار نے پیدل واک کی۔مکرم زعیم اعلیٰ صاحب نے ورزش کے موضوع پر لیکچر دیا۔تمام انصار نے مینگو پارٹی سے لطف اٹھایا۔18 انصار نے حصہ لیا۔

31 جولائی: مجلس واپڈا ٹاؤن لاہور کے زیر اہتمام Bravo catering اینڈ سوسائٹی برلب **ملتان روڈ** لاہور **پکنک و مینگو پارٹی** منعقد کی گئی۔پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا اور اس کے بعد نائب ناظم اعلیٰ ضلع و نگران بلاک نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات کی روشنی میں انصار کو سیر اور ورزش کے موضوع پر لیکچر دیا۔24 انصار نے شرکت کی۔

15 جولائی: مجلس رڑگری ضلع گوجرانوالہ نے اپنی **پکنک** کا پروگرام قریبی نہر کے کنارے منعقد کیا۔نماز جمعہ وہیں ادا کی گئی اور شاملین نے نان حلیم اور آموں سے لطف اٹھایا۔حاضری 110 رہی۔

9 اگست: مجلس گلستان جوہر جنوبی کراچی کا اجتماع زیر صدارت مکرم امیر صاحب ضلع کراچی منعقد ہوا۔علمی و ورزشی مقابلہ جات کروائے گئے۔دوسرے اور تیسرے اجلاسات کی صدارت مکرم عبدالخالق سونگی صاحب مربی سلسلہ اور مکرم ناظم صاحب اعلیٰ ضلع نے کی۔اطفال کے مابین بھی تقریری مقابلہ ہوا۔حاضری 22 رہی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو خط لکھنے کا پتہ

16 Gressenhall Road London , SW18 - 5QL,

UNITED KINGDOM

فیکس نمبر

0044-20887-05234

سالانہ ریفریشر کورس علاقہ بہاولپور منعقدہ 8رمئی 2016ء

مثالی وقارعمل ضلع کراچی منعقدہ 31رجولائی 2016ء

تفریحی دورہ مجلس عاملہ انصاراللہ پاکستان بمقام دوالمیال ضلع چکوال 28راگست 2016ء

Editor: Mahmood Ahmad Ashraf

Regd #: FR - 8

Monthly ANSARULLAH

ansarullahpakistan@gmail.com
magazine@ansarullahpk.org

Ph: 047-6212982
Fax: 047-6214631

October 2016 (A.D)/Zulhaj 1437,Muharram 1438 (H) / Akha 1395 (H. S)

جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقع پر عالمی بیعت کا روح پرور منظر

جلسہ سالانہ برطانیہ کے چند مناظر